www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے کہ اپنے رسول علیہ السلام پر مٹی ڈالو؟ (1)

یہ شدید غم کا ایک انداز تھا جس میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس وقت مبتلا تھیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غم خواری

ہل بیت میں سے بعض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا تذکرہ غم میں ڈوبے ہوئے اشعار کی صورت میں کیا۔ اور بہت سے ایسے اشعار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف تاریخ، سیرت اور طبقات کی کتابوں میں منسوب کیے گئے ہیں لیکن اشعار میں استعمال کیے گئے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اشعار حقیقت میں کسی اور کے ہیں اور منسوب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف کر دیئے گئے کیونکہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گود میں پرورش پائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست فیض حاصل کیا ان سے ممکن ہی نہیں کہ ان کی زبان سے ایسے الفاظ نکلیں جو منشائے الٰہی کے منافی ہوں۔

بہت سے ایسے اشعار بھی علمی ذخیرے میں ملتے ہیں جو ہند بنت اثاثہ اور اروی بنت عبد المطلب نے کہے لیکن منسوب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف کر دیئے گئے۔ شعراء اور شاعرات نے اپنے اپنے مرثیے میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا ہے یہ دراصل اس وجہ سے ہے کہ سب کو اس حقیقت کا علم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بہت لاڈ پیار کیا کرتے تھے بلاشبہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بڑی فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرنے کا سلیقہ رکھتی تھیں لیکن شعر و شاعری سے انھیں چنداں دلچسپی نہ تھی وہ اپنا زیادہ تر وقت ذکر الٰہی میں صرف کیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تربیت بھی اسی نہج پر کی تھی۔

علماء نے بھی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی مرثیہ گوئی کی نفی کی ہے انھیں اپنے ابا جان کے دنیا سے کوچ کرنے کا بے انتہاء غم ضرور تھا لیکن اس کا اظہار اشعار میں کیا ہو اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی، ہوا یہی ہے کہ بعض دوسری شاعرات کے اشعار کو ان کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

---

(1) صحیح البخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاته رقم الحدیث (۴۴۶۲) مسند احمد رقم الحدیث (۱۲۶۴۳)، سنن الدارمی رقم الحدیث (۸۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِیَاءِ لَانُوْرَثُ مَاتَرَکْنَا صَدَقَةٌ)) (الاستیعاب ۴/ ۸۴)

''ہم انبیاء کے گروہ کا وارث نہیں بنا جاتا جو ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے۔''

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا خلیفہ اول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں اور میراث کا مطالبہ کیا لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارا وارث نہیں بنا جاتا لہٰذا آپ بھی یہ مطالبہ نہ کریں۔

صحیح بخاری اور سنن کی کتابوں میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی میراث میں سے اسکا حصہ دیں جو آپ نے مدینہ منورہ میں مال غنیمت، باغ فدک اور خیبر کے مال میں سے خمس باقی چھوڑا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ: لَانُوْرَثُ مَاتَرَکْنَاهُ صَدَقَةٌ)) [2]

''یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا وارث نہیں بنا جاتا جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے۔''

مسلم شریف میں ایک روایت مذکور ہے جس کے یہ الفاظ ہیں:

((لَا نُوْرَثُ مَاتَرَکْنَاهُ صَدَقَةٌ اِنَّمَا یَاْکُلُ مُحَمَّدٌ فِیْ هٰذَا الْمَالِ))

((وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اُغَیِّرُ شَیْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ حَالِهَا

---

[1] مسند احمد (۳/ ۴۹۲)۔

[2] صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر رقم الحدیث (۴۲۴۰)، صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر باب قول النبی لا نواث رقم الحدیث (۱۷۵۸)، نسائی رقم الحدیث (۴۱۴۱)، ابوداؤد رقم الحدیث (۲۹۶۳)، مسند احمد رقم الحدیث (۲۳۹۷۲)، موطا امام مالك رقم الحدیث (۱۵۷۷) مسند ابی یعلی رقم الحدیث (۴۳)، طبقات ابن سعد (۸/ ۲۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّتِیْ عَلَیْھَا وَلَأَعْمَلَنَّ فِیْھَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)) ①

''ہمارا وارث نہیں بنا جاتا۔ جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے اس مال میں سے آل محمد کھا سکتے ہیں۔'' پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے صدقہ میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا اس کو اسی حالت میں رہنے دوں گا اور میں اس میں اسی طرح عمل کروں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے رہے جو کچھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیا کیونکہ یہ بات اس نے خود رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی تھی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس وراثت کا مال لینے کے لیے بھیجا تھا تو اس موقع پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ فرمایا:

کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا:

((لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَةٌ))

''وارث نہیں بنا جاتا جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے۔''

اگر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے خود یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوتی تو کبھی میراث کا مطالبہ نہ کرتیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی وارث ہوں لہٰذا میراث کا مطالبہ میرا حق ہے۔

لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں ویسے ہی کروں گا جیسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے آپ کے حکم سے سرمو بھی انحراف نہیں کروں گا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں کہیں آپ کی حکم عدولی نہ کر بیٹھوں یا آپ کے کسی حکم سے سرمو انحراف نہ کر بیٹھوں۔

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مطالبے کو پورا نہ کیا تو وہ ناراض ہو کر چلی گئیں اور انھوں نے حلف اٹھا لیا کہ آئندہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات نہیں کریں گی۔

---

① حوالہ سابق۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ناراضگی بڑی گراں گزری وہ تو اپنی دنیا میں مشغول ہو گئیں لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی ناراضگی کو بہت زیادہ محسوس کیا۔ ایک دن ان کے گھر تشریف لے گئے، اندر آنے کی اجازت طلب کی، وہ بیمار تھیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اجازت طلب کر رہے ہیں۔ انھوں کہا: کیا آپ راضی ہیں کہ میں انھیں اجازت دے دوں؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں میں راضی ہوں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ آپ تشریف لائے اور انھیں راضی کرنے کے لیے کہا: اے دختر رسول! میں نے اپنا گھر، مال، اولاد اور خاندان اللہ و رسول اور اہل بیت کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے چھوڑا ہے، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کے ساتھ دلی محبت ہے، میں دل کی گہرائیوں سے اہل بیت کا احترام کرتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان پر عمل کرنا اپنے لیے ضروری سمجھتا ہوں اور آپ کی حکم عدولی کا میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ وہ اس موضوع پر درد دل سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا خوش ہو گئیں۔ [1]

حالات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک دفعہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اے اللہ کے رسول! یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں ان کو اپنا وارث قرار دے دیجیے۔

آپ نے فرمایا: میرے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو میری وراثت میں رعب و دبدبہ اور سرداری ملے گی اور میرے بیٹے حسین رضی اللہ عنہ کو میری جرأت اور سخاوت ملے گی۔

اگر وہاں کوئی وراثت کا مال ہوتا تو آپ اس کا ذکر کرتے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے وراثت کی وصولی کی خاطر جھگڑا کیوں کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ تنازع کی نوبت اس لیے آئی کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو مسئلے کی حقیقت کا علم نہیں تھا، اس نوعیت کا اختلاف پیدا ہونا انسانی معاشرے میں کوئی عجیب بات نہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا پتہ ہی نہیں تھا جو آپ نے

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۲۷)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۱۲۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء علیہم السلام کی وراثت کے بارے میں فرمایا تھا۔ ان کا خیال یہ تھا کہ وہ اپنے ابا جان کی وارث ہیں جیسا کہ اولاد اپنے باپ کی وارث ہوتی ہے اور جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان وراثت کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ انھوں نے کئی مرتبہ اس کا مشاہدہ بھی کیا تھا اور میراث کے بارے میں آیات بھی سنی تھیں۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انبیاء علیہم السلام کی وراثت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تک پہنچایا۔ انھوں نے یہ پیغام سن کر اللہ اور اس کے رسول کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنا مطالبہ چھوڑ دیا اور اسی پر عمل پیرا ہوئیں جس طرح ان کے ابا جان نے فرمایا تھا کیونکہ وہ سب لوگوں سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت گزار تھیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنی دانشمندی سے فوراً مسئلے کی نزاکت کو سمجھ لیا وہ بھلا اتنی جلدی اس مسئلے کی حقیقت کو کیوں نہ سمجھتیں آخر وہ سید الانبیاء اور خاتم المرسلین کی بیٹی تھی۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور اس کی خاص توفیق تھی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جہاں خواتین عالم کی سردار تھیں وہاں وہ سیدۃ الزہرات بھی تھیں، رسول اللہ ﷺ امام المتقین اور امام الزاہدین تھے۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے بھی وہی طریقہ اپنایا جو ان کے ابا جان ﷺ کا تھا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بھی دنیا کی زیب و زینت سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور اسے ہر صورت میں آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کا ہی شوق تھا کیونکہ آخرت ہی بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ اور دنیا تو فانی ہے اور اس کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور روایت حدیث

خواتین اہل بیت میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا منفرد دکھائی دیتی ہیں جنھوں نے احادیث رسول ﷺ کو علماء، فقہاء اور حفاظ کی طرف منتقل کیا اور احادیث رسول ﷺ کو حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں میں سے اکیلی ہی اس مقام و مرتبے پر فائز نظر آتی ہیں جنھوں نے روایت حدیث کا اعزاز حاصل کیا۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((لَانَعْلَمُ اَحَدًا مِنْ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَسْنَدَعَنْهُ غَيْرَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا))

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے علاوہ دختران رسول میں سے ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کی ہو۔''

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کو روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور ان سے ان کے دونوں بیٹوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے علاوہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے متعدد خواتین نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ امہات المومنین میں سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا، صحابیات میں سے سلمٰی ام رافع رضی اللہ عنہا اور تابعیات میں سے فاطمہ بنت حسین رحمہا اللہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ۱۸ احادیث مروی ہیں ① جو بخاری، مسلم، سنن اور مسانید میں مذکور ہیں۔ ان سے ایک حدیث ایسی مروی ہے جو متفق علیہ ہے یعنی اس پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔ ②

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ایک یہ حدیث مروی ہے جو صحیح بخاری اور سنن میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے باتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس سال میں ایک مرتبہ آیا کرتے تھے۔ اس سال دو مرتبہ آئے ہیں جس سے معلوم ہوتا کہ اب میرے اس دنیا سے کوچ کرنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ میں یہ سن کر رونے لگی جب آپ نے میری اس گھبراہٹ کو دیکھا تو فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ مؤمن خواتین یا اس امت کی جملہ خواتین کا تجھے سردار ہونے کا اعزاز ملے۔ مسند ابی یعلی میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث مذکور ہے:

فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو یہ فرماتے:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ، وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) ③

---

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۱۱۹)، تہذیب التہذیب (۱۲/ ۴۲۵، ۴۴۰، ۴۴۱)، الاستیعاب (۴/ ۳۲۲)، تلقیح فہوم الاثر (ص:۳۶۸)۔

② صحیح البخاری رقم الحدیث (۴۴۳۳)، صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۴۵۰)۔

③ صحیح البخاری کتاب الاستئذان باب من ناجی بین یدی الناس رقم الحدیث (۶۲۸۵)، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضائل فاطمة رضی اللہ عنہا بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح (۲۴۵۰)، ابن ماجه رقم الحدیث (۱۶۲۱)، ابوداؤد ح (۵۲۱۷)، ترمذی رقم الحدیث (۳۸۷۱)، ابو یعلی رقم الحدیث (۶۷۴۵)، مسند احمد (۶/ ۲۸۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شروع اللہ کے نام سے، سلامتی ہو اللہ کے رسول پر، الٰہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

اور جب مسجد سے نکلتے تو یہ کہتے:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ، وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ))

''شروع اللہ کے نام سے اور سلامتی ہو اللہ کے رسول پر، الٰہی! مجھے میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''①

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور آخری لمحات

جب سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والد فوت ہوئے تھے ان کی مسکراہٹ بند ہوگئی تھی فاطمہ رضی اللہ عنہا باپ کی چہیتی کو مرض الموت نے آن لیا۔ وہ دن بدن کمزور ہوتی چلی گئیں اور موت نے ان پر اپنا سایہ کر دیا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنی دونوں کمزور آنکھیں کھولیں، ان سے اپنے خاوند علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ انتہائی غمگین ہیں۔ دونوں بیٹوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور دونوں بیٹیاں زینب اور ام کلثوم تو غم و اندوہ کی وجہ سے انتہائی لاغر ہو چکی ہیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے انھیں دلاسہ دینے کا ارادہ کیا، کلمات ہونٹوں پر رقص کناں تھے لیکن بول نہ سکتی تھیں۔

موت ان کی تلاش میں تھی انھوں نے دنیا کو بغیر کسی افسوس کے خیر باد کہا۔

دنیا کی زیب و زینت اور شان و شوکت سے انھیں کوئی دلچسپی نہ تھی، انھوں نے دنیا میں ورثے میں تقویٰ کو چھوڑا اور واقعی تقویٰ بہترین زادِ راہ اور بہترین لباس تھا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لیے تشریف لائیں تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے بڑی نحیف آواز میں کہا عورتوں کا جنازہ جس طرح تیار کیا جاتا ہے مجھے کچھ تسلی معلوم نہیں ہوتی، بس عورت کی میت پر ایک کپڑا دے دیا جاتا ہے جس سے ستر مکمل نہیں ہوتا جسم کے اعضاء کا ابھار نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ یہ بات سن کر

① مسند ابی یعلی (۱۲/ ۱۲۱)، فتوحات الدبانیۃ (۲/ ۵۰، ۵۱)، نساء من عصر التابعین (۱/ ۳۷)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا میں آپ کو وہ طریقہ نہ بتاؤں جو حبشہ میں ہم نے دیکھا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ضرور بتائیں۔

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے درخت کی ٹہنیاں لے کر چارپائی پر خم دے کر باندھ دیں اور ٹہنیوں کے اوپر کپڑا ڈال دیا۔ چارپائی یوں دکھائی دینے لگی جیسے ہودج یا ڈولی بن گئی ہو۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور فرمایا: یہ طریقہ بہت اچھا ہے اس سے یہ پتہ چل جائے گا کہ یہ عورت کی میت ہے۔ اللہ اسی طرح تیرے پردے رکھے جس طرح تو نے میرے پردے کا اہتمام کیا ہے۔ پھر فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے تم اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غسل دیں اور کوئی میرے قریب نہ آئے۔ ①

۱۱ ہجری ۳ رمضان بروز منگل سیدہ فاطمۃ الزہراء کی پاکیزہ روح قفس عنصری سے راضی خوشی اپنے رب کی طرف پرواز کر گئی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے جب وفات پائی تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شدت غم سے رو پڑے۔ حسن، حسین، زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ وہ اپنی عظیم ماں، خواتین جنت کی سردار کے غم میں نڈھال تھیں۔ ان کی والدہ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو بھی خواتین جنت کی سردار ہونے کا رتبہ حاصل تھا۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، اسماء بنت عمیس ② اور سلمی ام رافع رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے جسد اطہر کو غسل دیا سبھی کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ لوگ مسجد نبوی میں جمع تھے اور سبھی غم کی تصویر بنے کھڑے تھے۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے غم کو تازہ کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد ہی یہ وفات پا گئیں اور انھوں نے وصیت کی کہ مجھے رات کو دفن کیا جائے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، رات کے سناٹے میں جنازہ اٹھایا گیا اور جنت البقیع میں ان کی بہنوں زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے پہلو میں ان کو دفن کر دیا گیا۔

مشعلیں روشن تھیں دفن کرنے سے پہلے سیدنا علی، سیدنا عباس اور فضل بن عباس

---

① طبقات ابن سعد (۸/ ۲۸)، حلیة الاولیاء (۲/ ۴۳)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۱۳۲)۔

② مستدرك حاکم (۳/ ۱۶۳، ۱۶۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہم قبر میں اترے۔ ① سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ محسوس کیا کہ غم کی آگ ان کے دل کو ڈس رہی ہے۔ وہ اپنے شدید حزن و ملال کو چھپا نہ سکتے تھے انھوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور صبر کیا۔ ابن عساکر نے یہ بیان کیا ہے کہ سعید بن میسب فرماتے ہیں کہ ہم سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے قبرستان میں داخل ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر کھڑے ہوکر یہ اشعار پڑھے:

لِكُلِّ اجْتِمَاعٍ مِنْ خَلِيْلَيْنِ فُرْقَةٌ
وَاِنَّا بَقَائِيْ بَعْدَكُمْ لَقَلِيْلٌ
وَاِنَّ افْتِقَادِيَ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِد
دَلِيْلٌ عَلٰى اَنْ لَّا يَدُوْمَ خَلِيْلٌ
اَرٰى عِلَلَ الدُّنْيَا عَلَيَّ كَثِيْرَةً
وَصَاحِبُهَا حَتَّى الْمَمَاتِ عَلِيْلٌ ②

''دو دوستوں کو اکٹھا رہنے کے بعد جدا ہونا ہوتا ہے تمھارے بعد میرا باقی رہنا بہت تھوڑا ہے۔ میرا ایک کے بعد ایک کو گم پانا اس بات کی دلیل ہے کہ دوست ہمیشہ نہیں رہتا۔ میں نے دنیا کی بیماریاں بہت دیکھی ہیں اور بیماریوں میں مبتلا شخص موت تک بیمار ہی رہتا ہے۔''

میرے عزیز قاری!...... سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سیرت ایک نہ خشک ہونے والا چشمہ ہے اور ایک نہ غروب ہونے والا آفتاب ہے، ان سے بہتر بھی کیا کسی کی زندگی ہو سکتی ہے۔ اللہ ان سے راضی ہو اور وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عَمَلاً صَالِحًا يُقَرِّبُنَا اِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تُلْهِمَنَا الصَّوَابَ وَتَجْعَلَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رُشْدًا
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

① الاستیعاب (۴/ ۳۶۷، ۳۶۸)، انساب الاشراف (۱/ ۴۰۲، ۴۰۵)، تهذیب التهذیب (۱۲/ ۴۴۲)۔

② مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۱۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

18

خواتین اہل بیت

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہما

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ نواسی کی پُرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا

- نبی کریم ﷺ کی پہلی نواسی۔ ان کی والدہ کا نام سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ تھا۔
- رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے اور کبھی نماز پڑھتے ہوئے اسے اپنی گود میں اٹھا لیتے۔
- یہ نواسی اہل بیت میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی لاڈلی تھیں۔
- سیدہ فاطمہ الزاہرء رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی۔
- امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں وفات پائی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان کے آنگن میں

یہ خواتین اہل بیت میں ایک ممتاز مقام پر فائز تھیں، ایمان ان کے رگ و ریشے میں رچا ہوا تھا اور ان کا تعلق اہل بیت کی ان معزز خواتین سے ہے جنھوں نے اہم تاریخی کارنامے سر انجام دیئے۔ جب ہم پاکیزگی اور ایمان کے آنگن میں اس جیسے قیمتی جوہر کو پہچاننے کا ارادہ کرتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس خاندان کے بارے میں معرفت حاصل کریں جس میں انھوں نے پرورش پائی، تاکہ زندگی کا ہر پہلو روز روشن کی طرح ہمارے سامنے روشن ہو جائے۔

ان کے نانا جان سیدنا و حبیبنا سید الاولین والآخرین رسول رب العالمین، اللہ کی ساری مخلوق سے معزز اور بالاترین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

ان کی نانی جان ام المومنین خواتین عالم کی سردار سیدہ طاہرہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے جنہیں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

ان کی والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ ہے جو اپنی بہنوں میں سب سے بڑی تھیں جو بڑی صابر، شاکر، پاکیزہ اور ہجرت کا اعزاز رکھنے والی تھیں۔

ان کی خالہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں جو فضل و شرف اور مقام و مرتبے کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کی سب بیٹیوں میں فائق تر تھیں۔ جن کے خاوند بہادر اسلام شہسوار نبی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی، رسول اللہ ﷺ کی نواسی، ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی نور چشم سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے اس عظیم الشان، عالی مقام خاندان کے خوشبودار آنگن میں پرورش پائی۔ [1]

---

[1] الاستیعاب (۴/ ۲۳۷، ۲۴۱)، اسد الغابة (۶/ ۲۲)، الاصابة (۴/ ۲۳۰، ۲۳۱)، نسب قریش (ص:۱۵۷)، طبقات ابن سعد (۸/ ۲۳۲، ۲۳۳)، المحبد (ص:۵۳، ۹۰)، المعارف (ص:۱۲۷)، المعرفة والتاریخ (۳/ ۲۷۰)، انساب الاشراف (۱/ ۴۰۰)، تهذیب ←

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی نور چشم سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ولادت پائی۔

ان کے والد ابوالعاص بن ربیع عبشمی قریشی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے اور یہ اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے مکہ معظّمہ کے چند گنے چنے افراد میں سے تھے۔

قریش میں یہ امین کے لقب سے مشہور و معروف تھے کیونکہ قریش کی تجارت کا دار و مدار اسی پر تھا اور یہ ہر ایک کے حقوق کا خیال رکھتے تھے۔

ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بڑے اخلاص اور احترام سے پیش آتے تھے، اکثر گھر میں آپ سے ملاقات ہو جاتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بڑی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ان سے کر دی تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی خالہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو قریش میں کھلبلی مچ گئی، قریش کے سردار، ابو العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انھوں نے ان سے مطالبہ کیا کہ تم اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دو، اس طرح ہم ان کے باپ کے لیے مشکلات پیدا کر سکتے ہیں، تم قریش کی جس عورت سے چاہو ہم اس کی شادی تیرے ساتھ کر دیں گے۔ ابو العاص رضی اللہ عنہ نے قریش کو دوٹوک انداز میں کہا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ میں اپنی چہیتی بیوی کو طلاق دے کر کسی بھی قریشی عورت سے شادی نہیں کروں گا۔

یہ صورت حال اس وقت پیش آئی جب آفتاب اسلام کی کرنیں پورے مکہ معظّمہ پر ضیا پاشی کرنے لگیں اور وہاں سے یہ روشنی دنیا میں پھیلنے لگی۔ حالانکہ ابو العاص رضی اللہ عنہ اس وقت ابھی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے، وہ بدستور شرک کے راستے پر گامزن تھے لیکن انھوں نے کبھی بھی اسلام کی دعوت کے راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی یہاں تک

← الاسماء واللغات (۲/ ۳۳۱)، الوافی والوفیات (۹/ ۳۷۷، ۳۷۸)، تاریخ الاسلام (۳۰ھ معاویۃ رضی اللہ عنہ (ص: ۲۴، ۱۲۴)، نساء من عصر النبوۃ (۲/ ۲۷۱، ۳۶)، السمط الثمین (ص: ۱۹۱، ۱۹۲)، الشفاء (۱/ ۲۵۹)، مجمع الزوائد (۹/ ۲۵۴)، العقد الثمین (۸/ ۱۸۱، ۱۸۲)، سیر اعلام النبلاء (۱/ ۳۳۵)، حیاۃ الصحابۃ (۳/ ۴۵)، عیون الاثر (۲/ ۳۶۵)، منسد ابی یعلی (۷/ ۴۴۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں کا ازدواجی خاکہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رشتہ داریاں

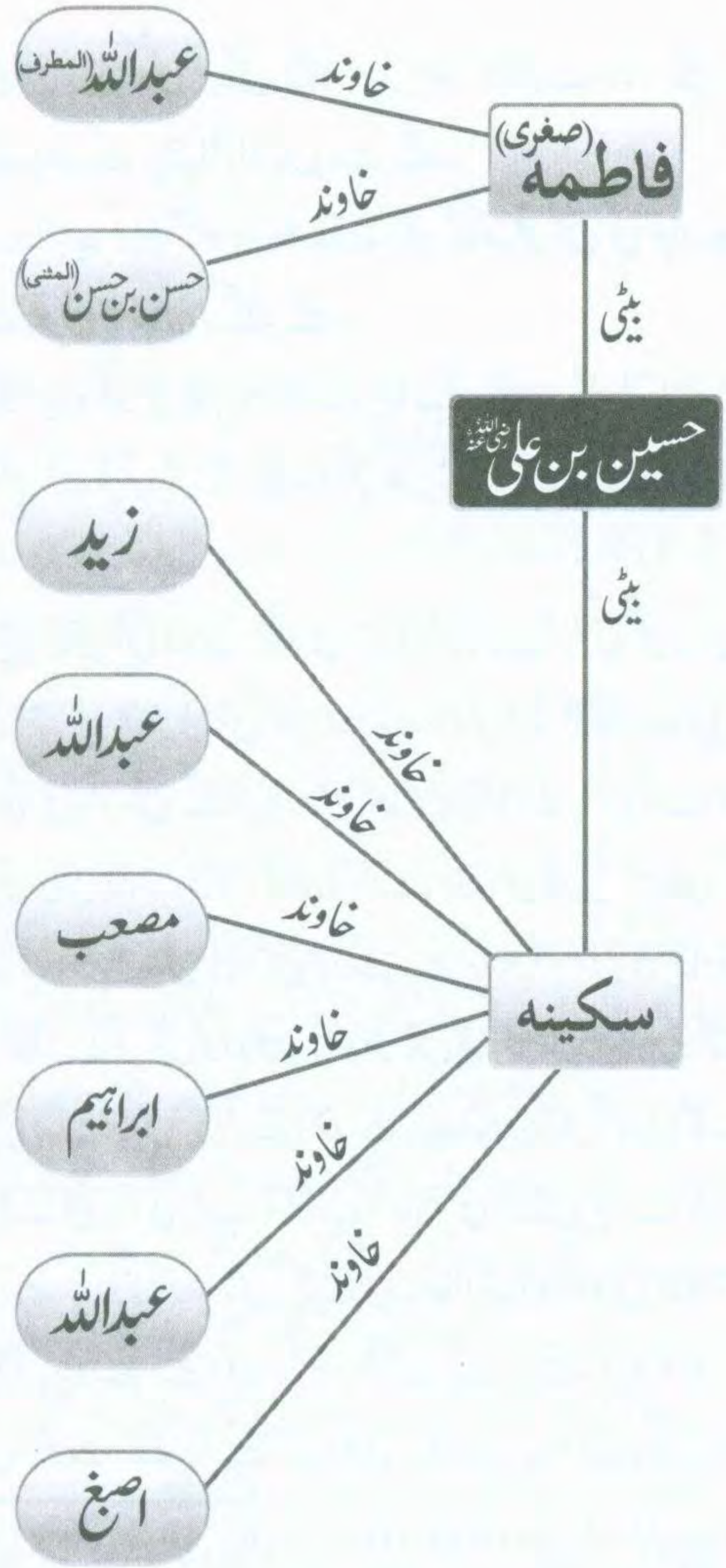

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے داماد حضرات کا مختصر تعارف اور توضیحات اگلے صفحہ پر دیکھیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے داماد حضرات

مختصر تعارف اور توضیحات:

ان تمام رشتہ داریوں میں سے حسن کی شادی فاطمہ سے اور عبداللہ بن حسن کی شادی سکینہ سے واقعہ کربلا سے قبل اور باقی تمام رشتہ داریاں واقعہ کربلا کے بعد عمل میں آئیں۔

سیدہ سکینہ کی متعدد شادیوں کے اسباب یہ ہیں کہ بعض شوہر شہادت پا گئے اور بعض انتقال کر گئے اور ایک نے آپ کو طلاق دی تھی۔ آپ کی وفات ۱۱۷ ہجری ہے۔

زید سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ ان کے والد کا نام عمرو بن عثمان تھا۔

عبداللہ آپ کا نام قاسم بھی بیان کیا جاتا ہے۔ آپ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ آپ سانحہ کربلا میں شہادت پا گئے۔

مصعب سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔ ۷۱ ہجری میں قتل کر دیے گئے۔

ابراہیم سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ انہوں نے سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کے تین ماہ بعد طلاق دے دی تھی۔

عبداللہ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے تھے۔ ان کے والد کا نام عثمان، دادا کا نام عبداللہ اور پردادا کا نام حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ تھا۔

اصبغ عبدالعزیز کے بیٹے اور عمر بن عبدالعزیز کے بھائی اور مروان بن حکم کے پوتے تھے۔ شادی کے کچھ دنوں بعد ان کی وفات ہوگئی۔

فاطمہ بنت حسین کی وفات ۱۱۷ ہجری میں ہوئی۔

عبداللہ المعروف ''المطرف'' سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ ان کے والد کا نام عمرو بن عثمان تھا۔

حسن المثنیٰ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بیٹے اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ ان کی وفات ۹۷ ہجری میں ہوئی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ انھوں نے ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا اور خوش بختوں میں شامل ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے داماد کی قدر کی اور مسجد نبوی میں منبر پر بیٹھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

((حَدَّثَنِی فَصَدَقَنِی وَوَعَدَنِی فَاوْفٰی لِی)) ①

''اس نے مجھ سے بات کی تو سچ بولا اور مجھ سے وعدہ کیا تو پورا کیا۔''

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا اور پاکیزہ گھر کی یادداشتیں

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو اطلاعات ہم تک پہنچی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ انھوں نے ہجرت سے پہلے مکہ معظّمہ میں جنم لیا اور پاکیزہ خانہ نبوی میں انھیں بڑی اہمیت حاصل ہوئی کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی پہلی نواسی تھیں اور انھیں اہل بیت میں بڑا اہم مقام و مرتبہ حاصل تھا، اسلام کا نور دنیا میں پھیلنا شروع ہوا، خواتین اہل بیت ہی نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا اور ان کی پاکیزہ بیٹیاں سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ جن لوگوں نے اسلام کے آنگن میں سب سے پہلے قدم رکھا ان میں سرفہرست سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام آتا ہے، تمام علماء، فقہاء اور محدثین اس پر متفق ہیں کہ اللہ کی مخلوق میں سے مردوں اور عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا پھر ان کی پاکیزہ بیٹیوں نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اس وقت ایمان قبول کیا جبکہ یہ اپنے خاوند ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے گھر تھیں حالانکہ ابو العاص رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی ننھی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کو بچپن ہی میں ایمان کی محبت سے آراستہ کرنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت ان کے ننھے دل میں اتارنی شروع کر دی۔ اس ننھی سی جان میں عمدہ فضائل کا

① صحیح البخاری کتاب فرض الخمس باب ماذکر من درع النبی ﷺ رقم الحدیث (۳۱۱۰)، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضائل فاطمة بنت النبی ﷺ رقم الحدیث (۲۴۴۹)، سنن ابی داؤد رقم الحدیث (۲۰۶۹)، ابن ماجه رقم الحدیث (۱۹۹۹)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کے ازواج واولاد

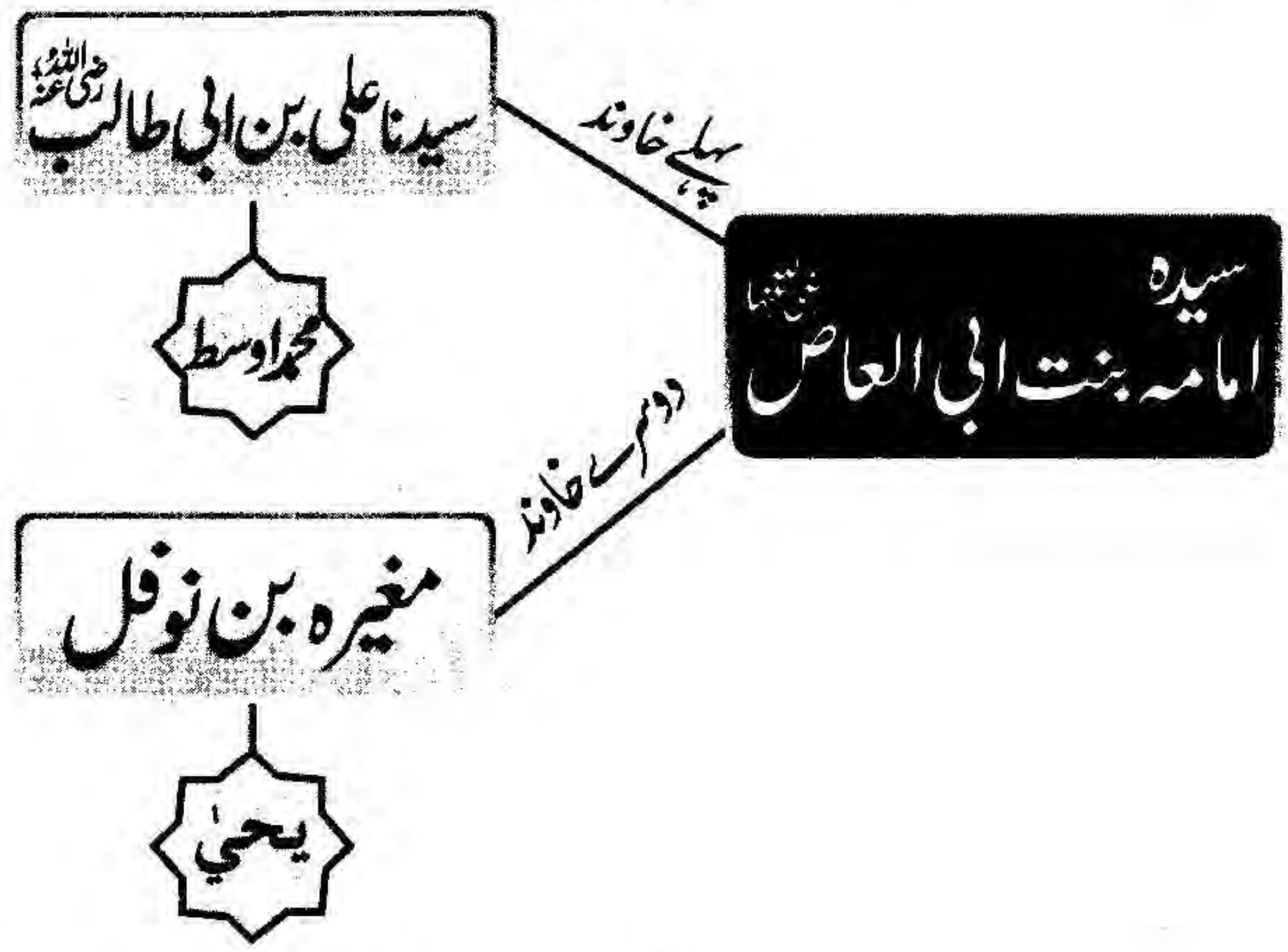

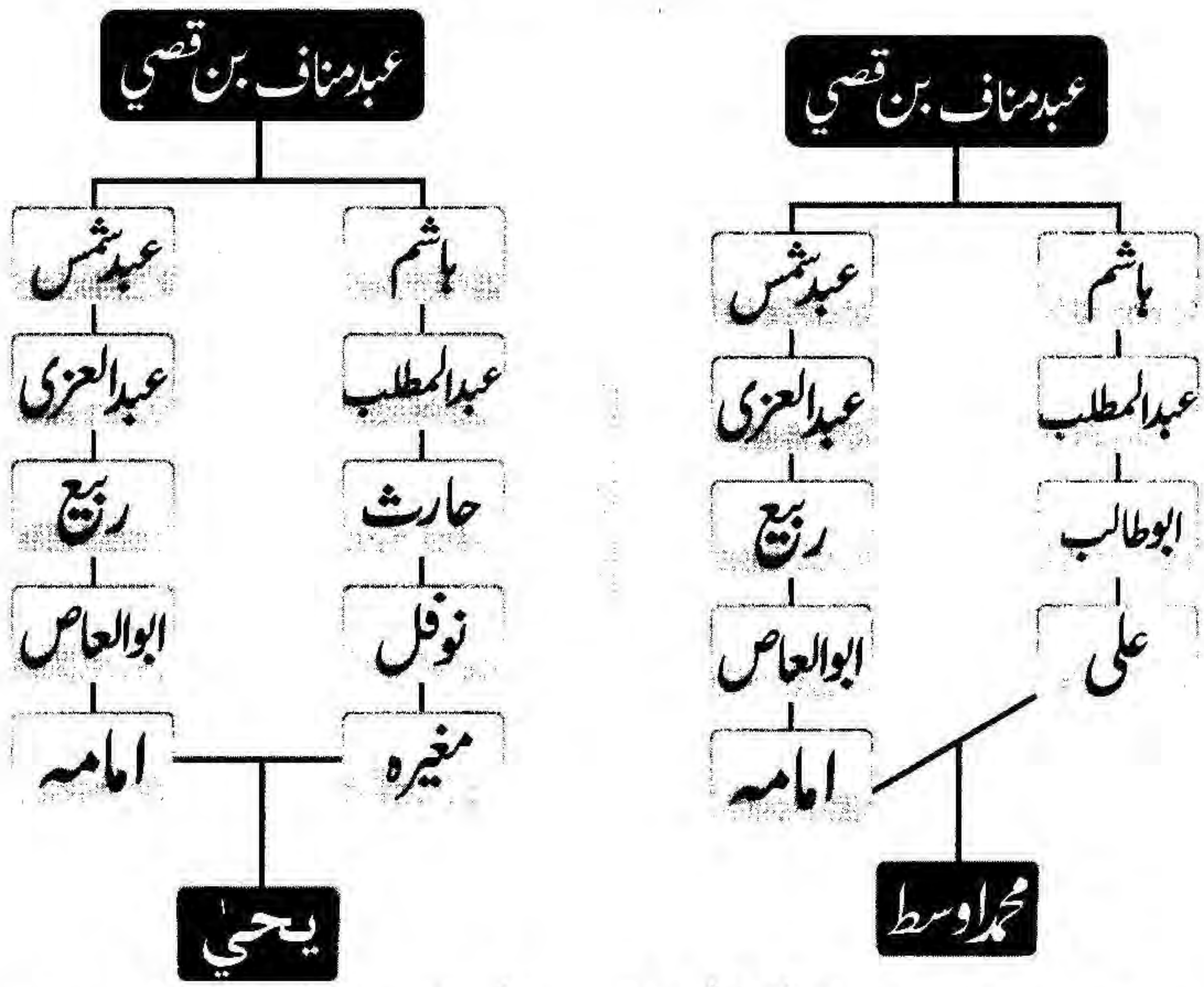

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی ان سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔ شہادت علی کے بعد دوسری شادی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حارث کے پوتے مغیرہ سے ہوئی۔ ان سے یحیٰ پیدا ہوئے۔ جیسا کہ نقشے میں واضح ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیج بونا شروع کر دیا اور اللہ کی راہ میں قربانی دینے کی محبت ان کے دل میں جاگزیں کر دی۔

معزز ماں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لاڈلی ننھی بیٹی کو وہ وحی جو ان کے نانا جان پر نازل ہوا کرتی تھی کہانیوں کی صورت میں سنایا کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اس لیے نازل کی جاتی تھی تاکہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے نور ہدایت کی طرف لے جائیں اور لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کریں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کو ان کی نانی جان سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمات کی داستان سنایا کرتی تھیں اور یہ بیان کیا کرتی تھیں کہ اس خواتین عالم کی سردار نے ظہور اسلام کے وقت کس قدر قربانیاں دیں پھر انھیں یہ بھی بتایا کہ جب وہ وفات پا گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح غم و اندوہ کا اظہار کیا۔ ننھی امامہ یہ واقعات جب سنتیں تو ان کا دل خانہ نبوت کے بارے میں پھولے نہ سماتا کہ اللہ نے اس گھر کو نبوت کے لیے خاص کیا ہے اور مجھے اس خاندان میں پیدا کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لیے مخصوص کیا بلاشبہ یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔

ننھی بچی امامہ رضی اللہ عنہا کی والدہ نے اپنی بات کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ اس تاریخی سفر پر آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے پھر مدینہ منورہ میں انصار نے والہانہ انداز میں استقبال کرتے ہوئے یہ کہا:

اللہ اکبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

اللہ اکبر! سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، وہ اپنی بیٹی کے سامنے اپنے خاندان کی سنہری تاریخ بیان کر رہی تھیں۔ انھیں وہ وقت یاد آیا کہ ان کے پاس کوئی بھی قریبی رشتہ دار نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کرام اور انصار کے ساتھ تھے، ان کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا چند سال پہلے وفات پا کر مکہ معظمہ کی مٹی میں دفن ہو چکی تھیں اور ان کی بہنیں، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن اپنے ابا جان کے ساتھ مدینہ منورہ میں ان کی شفقت سے شادکام تھیں اور ان کے بھائی قاسم اور عبد اللہ بالڑی عمر ہی میں اللہ کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب

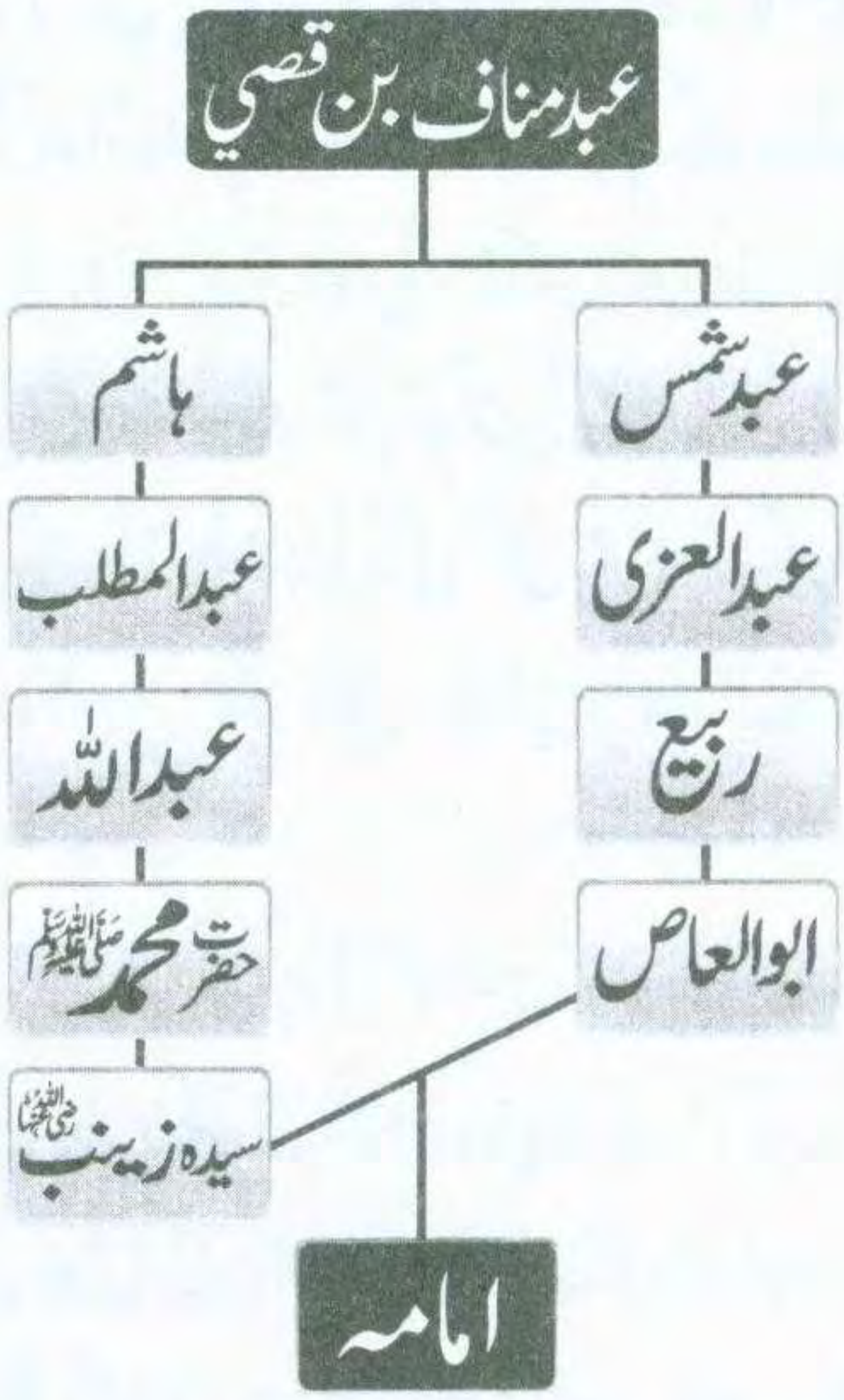

سیدہ امامہ بنت ابو العاص رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی یعنی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیارے ہو گئے تھے، افسوس ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔

ابولعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ مدینہ کی طرف قریش کے ہمراہ ان کے ابا جان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا غم واندوہ میں ڈوبی ہوئی تھیں کہ پتہ نہیں کہ اب اس کا نتیجہ کیا نکلے؟ پتہ نہیں اب یہ بادل کب چھٹیں جنھوں نے اس کی زندگی پر اندھیرا دراز کر دیا ہے۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا، اس کے والد کا گرفتار ہونا اور ان کی والدہ کے گلے کا ہار

بغاوت، فسق و فجور اور ظلم و تعدی کے سفر پر قریش بڑے غرور سے روانہ ہوئے تکبر اور نخوت انھیں موت کی طرف دھکیل کے لے جا رہے تھے۔ کافروں اور فاجروں کو ابوجہل کا غرور، عتبہ بن ربیعہ کی بدمعاشی، اور امیہ بن خلف کا کفر ہانکے لے جا رہے تھے، تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑیں جنھوں نے ان کے خوابوں کو خاک میں ملا دیا تھا اور ان کے خداؤں کے بارے میں یہ عیب ظاہر کر دیا تھا کہ وہ کچھ بھی تو نہیں سمجھتے۔ اور نہ ہی کچھ کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا کہ انھیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی کشتی میں بٹھا کر شرک کے طوفانی سمندر سے نکال کر ایمان اور امن کے ساحل پر پہنچا دیں، بلاشبہ یہ اللہ کے رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم کا کارنامہ تھا۔

ابو العاص رضی اللہ عنہ قریش کے ساتھ بادل نخواستہ روانہ ہوئے۔ ان کے خیالات میں ایک طوفان برپا تھا، دماغ میں یکے بعد دیگرے افکار و خیالات کی ایک فلم چل رہی تھی، انھیں رہ رہ کر یہ خیال آ رہا تھا کہ وہ اپنی بیوی کے والد کے خلاف لڑنے جا رہا ہے، والد بھی وہ جو اپنی بیٹی سے ٹوٹ کر پیار کرتا ہے اور بیٹی بھی اپنے والد کے ساتھ بے حد پیار کرتی ہے، وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اگر لڑائی کے میدان میں اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آمنا سامنا ہو گیا تو وہ کیا کرے گا؟ ان سوالوں کا جواب اسے سجھائی نہیں دے رہا تھا، جنگ بدر میں شریک ہونے کے لیے روانگی سے پہلے اس نے اپنی لاڈلی بیٹی امامہ کو لاڈ پیار سے چوما، وہ ننھی جان یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے ابا جان کس مہم پر جا رہے ہیں؟ وہ تو بیچاری یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ قریش کے سینے حسد اور بغض سے کیوں تلملا رہے ہیں؟ ابو العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی امامہ اور اپنی نیک دل بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو الوداع کہا تو اس نے یہ منظر دیکھا کہ زینب رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور چہرہ غمگین ہے۔ (اس لیے کہ وہ جانتی تھیں کہ میرا سرتاج آج میرے ہی ابا جان سے لڑنے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کرنے جا رہا ہے۔ اس موقع پر وہ بے بس ہے اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی۔)

میدان بدر میں دونوں لشکروں کی مڈ بھیڑ ہوئی جلد ہی فیصلہ سامنے آ گیا کافر بری طرح شکست کھا گئے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ قریش کے بڑے بڑے سردار موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ ان کے کئی بہادر اور شہسوار گرفتار ہوئے اور باقی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ قیدیوں میں تھا۔ وہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت تھا۔ آپ نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

((اِسْتَوْصُوْا بِالْأَسْرٰی خَيْرًا))

''قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔''

مکہ میں قریش کی جنگ بدر میں شکست کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل چکی تھی، یہ بھی خبر پہنچ چکی تھی کہ اس جنگ میں بڑے بڑے قریشی سردار موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ہیں اور یہ بھی پتہ لگ چکا تھا کہ کئی اہم قریشی شخصیات گرفتار بھی ہوئی ہیں۔ یہ خبریں سن کر مکی باشندوں کے چہرے ذلت اور رسوائی کے داغ سے سیاہ ہو چکے تھے۔ سیدہ زینب اور اس کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہما کو اندیشہ تھا کہ کہیں ابو العاص رضی اللہ عنہ بھی موت کے گھاٹ نہ اتار دیا گیا ہو۔ مسلمان شہسواروں کے ہاتھوں کہیں وہ اپنے انجام کو نہ پہنچ گیا ہو لیکن جلد ہی انھیں یہ خبر مل گئی کہ ابو العاص رضی اللہ عنہ گرفتار ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں ہے۔

مکہ معظمہ کے باشندے تیاری کرنے لگے تا کہ وہ فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کو چھڑا لائیں۔ ابو العاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عمرو بن ربیع نے فدیہ ادا کر کے اپنے بھائی کو چھڑا لانے کی تیاری کی، ان لمحات میں امامہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا قابل رشک کردار دیکھا، جس کی خوشبودار یاد دیر تک ان کی زندگی میں قائم و دائم رہی۔ اسی طرح اس موقف کی یاد قیامت تک باقی رہے گی۔ امامہ نے اپنی والدہ کو دیکھا کہ وہ اپنے گلے سے اپنی والدہ کی نشانی اور تحفہ اپنا قیمتی ہار اتارتی ہیں تا کہ اس کے باپ ابو العاص رضی اللہ عنہ کا فدیہ دینے کے لیے بھیجا جائے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی کو اس کی داستان سنائی تھی کہ شادی کے موقع پر ان کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کس طرح انھیں یہ قیمتی اور عمدہ ہار بطور تحفہ دیا تھا۔ اس ہار کے ساتھ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یادیں وابستہ تھیں۔

عمرو بن ربیع فدیہ کی ادائیگی کے لیے مکہ معظمہ سے روانہ ہوا، مدینہ منورہ میں وہ سیدھا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے مجھے اپنے خاوند کو فدیہ دے کر چھڑانے کے لیے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ یہ کہتے ہیں عمرو بن ربیع نے وہ عمدہ ہار نکال کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہ ہار دیکھتے ہی رسول اللہ ﷺ کے دل پر رقت طاری ہوگئی اور چہرے کا رنگ بدل گیا، ہار دیکھتے ہی سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں۔ اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا اور اپنی نواسی امامہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نہایت ہی شفقت بھرے لہجے میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف توجہ کر کے ارشاد فرمایا:

((اِنْ رَأَيْتُمْ اَنْ تُطْلِقُوْا لَهَا اَسِيْرَهَا وَتَرُدُّوْا عَلَيْهَا مَالَهَا فَافْعَلُوْا))

''اگر ہو سکے کہ تم اس کے قیدی کو آزاد کر دو اور اس کا مال لوٹا دو تو ضرور یہ کرو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی بات سن کر بیک زبان ہو کر کہا:

چشم ماروشن دل ماشاد، آپ کا حکم سر آنکھوں پر!

وہ قیمتی ہار سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی طرف واپس کر دیا گیا اور ابو العاص رضی اللہ عنہ کو بھی آزاد کر دیا گیا۔ یہ منظر دیکھ کر ابو العاص رضی اللہ عنہ شرمندہ بھی ہوا اور بہت متاثر بھی ہوا اور اس کی وجہ سے اس کے دل میں ایمان کی محبت جاگزیں ہوئی۔

ابو العاص رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ سے روانگی سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہ اب زینب اور امامہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ پہنچا دیں، اس نے وعدہ کر لیا۔

کیا ابو العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے وعدے کو پورا کیا؟ آئیے دیکھتے ہیں کہ اس نے اپنے وعدے کا کس طرح ایفاء کیا۔

ننھی مہاجرہ

ابو العاص رضی اللہ عنہ مکہ کی طرف اپنی بیٹی اور نیک دل بیوی، دختر رسول ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا شوق دل میں سمائے ہوئے لوٹا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اس کا گرم آنسوؤں سے استقبال کیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کو گود میں اٹھایا ہوا تھا۔ اس ننھی سی گڑیا نے یہ محسوس کیا کہ اس کے والد کی غیر موجودگی میں کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔ امامہ رضی اللہ عنہا کھڑی اپنے باپ سے سننے لگیں۔ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا یعنی ان کی والدہ سے کہہ رہے تھے میں تیرے ابا جان سے وعدہ کر آیا ہوں، آپ اپنے ابا جان کے پاس مدینہ جانے کے لیے سفر کی تیاری کریں، ننھی امامہ کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال رکھنا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ہجرت کے لیے تیاری کرلی، ضروری سامان باندھ لیا، امامہ رضی اللہ عنہا کو بھی تیار کرنے لگیں، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خیالات اپنے والد اور خاوند کے درمیان تقسیم ہو کر رہ گئے لیکن اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی اطاعت مقدم تھی۔ ان کے دل میں ایک خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ان کے خاوند کا سینہ اسلام کے لیے کھول دے تا کہ یہ بھی اسلام قبول کر کے سعادت مندوں میں شامل ہو جائے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹی کمزوروں اور ناتوانوں میں سے تھیں، وہ دعاء ہی کا سہارا لے سکتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مصیبت کو فراخی میں تبدیل کر دے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹی ابو العاص کے بھائی کنانہ بن ربیع کے ساتھ ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئیں۔ دن کا وقت تھا دوپہر کے وقت ان مسافرین کا روانہ ہونا قریش کو بڑا ناگوار گزرا۔ ان کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہوگئی۔ قریش ان کی تلاش میں نکل پڑے اور انھیں وادی ذی طویٰ میں جالیا۔ وہاں ہبار بن اسود نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر نیزے سے حملہ کر دیا جس سے اونٹ بدک گیا اور اس نے اپنے سوار کو زمین پر گرا دیا۔ ننھی امامہ رضی اللہ عنہا نے یہ منظر دیکھا کہ ناہنجار بدبخت لوگ ایک کمزور عورت کے مقابلے میں اسلحہ تان کر کھڑے ہیں۔ یہ وہی لوگ تھے جو جنگ بدر کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے تھے، جنگ بدر کا دن گزرے ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔

سیدہ زینب اور امامہ رضی اللہ عنہا دونوں مکہ واپس آ گئیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نیزے کی ضرب سے زخمی ہو گئی تھیں۔ جب صحت ٹھیک ہوگئی تو دوبارہ اپنی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئیں تا کہ اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی رضاء حاصل کی جا سکے۔

مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب اور نواسی امامہ رضی اللہ عنہا کا استقبال کیا۔ اپنے گھر کے قریب ان کی رہائش کا انتظام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شفقت اور لاڈ پیار کا اظہار کرنے کے لیے ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے کیونکہ امامہ پہلی بچی تھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے ہاں جنم لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس کا بڑا لاڈ پیار تھا۔

ابو العاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نانا کے زیر سایہ تربیت حاصل کرتے ہوئے اخلاق نبویہ سے خوشہ چینی کا بھرپور موقع میسر آیا، جس کی وجہ سے انھیں خواتین اسلام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بڑا بلند مقام و مرتبہ حاصل ہوا اور انھیں اہل بیت کی خواتین میں بھی منفرد مقام حاصل ہوا جس اہل بیت کی ہر قسم کی آلودگی کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا تھا اور اسے اچھی طرح پاک کر دیا تھا۔ وہ اپنے نانا جان کے اخلاق عالیہ سے فیض حاصل کرتی رہیں جس کی وجہ سے انھیں اپنے ابا جان کی کمی محسوس نہ ہوئی جو ابھی تک مکہ معظمہ میں تجارتی مشاغل میں مصروف تھے۔

دن اور مہینے گزرتے رہے اور امامہ رضی اللہ عنہا اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں زندگی کے دن بسر کرتی رہیں، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں مکمل امن، سکون اور اطمینان حاصل تھا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انھیں ایمان قبول کرنے کی سعادت سے بہرہ ور کر دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل و کرم تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو اس کی طرف بھیج دیا۔

مسند امام احمد میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

((رَدَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلٰى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بَعْدَ سِتِّ سِنِينَ بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ نِكَاحًا)) [1]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو چھ سال بعد پہلے نکاح پر ہی ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹا دیا اور نیا نکاح نہیں پڑھایا۔"

امامہ رضی اللہ عنہا اپنے ابا جان کے اسلام قبول کرنے سے بہت زیادہ خوش ہو گئیں انھیں پھر گھر کا مکمل سکون میسر آ گیا، ابو العاص رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کی والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بہت زیادہ خوش ہوئیں۔ ابو العاص رضی اللہ عنہ بھی نعمت اسلام پا کر خوش نصیب ہو گئے، انھیں اپنی بیٹی امامہ کا قرب مل گیا جن کے چہرے میں اس کی نانی جان سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی شکل و صورت کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ ننھی امامہ رضی اللہ عنہا کی کلکاریاں گھر کے کونے کونے میں گونج رہی تھیں، ان کی والدہ زینب رضی اللہ عنہا کے لیے تو بڑی مسرت و شادمانی کا سماں پیدا

[1] سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب الی متی ترد علیه امراته اذا سلم بعدها رقم الحدیث (۲۲۴۰)، سنن الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی الذوجین المشرکین یسلم احدهما رقم الحدیث (۱۱۴۳)، ابن ماجه رقم الحدیث (۲۰۰۹)، مسند احمد (۱/ ۲۶۱، ۳۵۱)، (۶/ ۳۶۶)، مستدرك حاكم (۲/ ۲۰۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا تھا۔ ابو العاص رضی اللہ عنہ بھی اس منظر سے شاد کام تھے۔ ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ اپنی لاڈلی بیٹی کو شفقت سے چومتے اور پدرانہ شفقت و محبت کا بھرپور اظہار کرتے، ان کے انگ انگ سے محبت، شفقت اور مرحمت پھوٹتی دکھائی دیتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے داماد کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے بہت زیادہ خوش تھے۔ آپ کی خوشی کی اصل وجہ یہ تھی کہ ابو العاص رضی اللہ عنہ اپنی خالہ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو بہت پسند تھے۔ وہ زندہ ہوتیں تو اپنے بھانجے کو مسلمان دیکھ کر کتنا خوش ہوتیں۔ بس یہی خیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت و شادمانی کا باعث تھا۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے ساتھ لاڈ پیار

صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بچوں کے ساتھ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل اختیار کرتے ہوئے اپنے بچوں کی محبت اور شفقت سے تربیت کرنے لگے۔

ابو العاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی شفقت سے پیش آتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں نواسوں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما سے بہت پیار تھا لیکن اپنی نواسی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے بھی لاڈ پیار ان سے کم نہیں تھا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تو آپ اس کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے۔ آپ اپنی اولاد نواسوں اور نواسیوں سے بہت ہی شفقت سے پیش آتے تھے۔ اسی طرح آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی بہت محبت اور ہمدردی سے پیش آتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا، اہل ایمان کے ساتھ آپ کی ہمدردی اور شفقت مثالی تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ ﴾ (التوبہ: ۹/ ۱۲۸)

''مومنوں کے ساتھ بڑے شفیق ہیں اور رحم دل۔''

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاڈ پیار کا امتیازی سلوک کیا کرتے تھے۔ آپ مسجد نبوی تشریف لے جاتے ہوئے انھیں اپنے ساتھ کندھوں پر بٹھا کر لے جاتے۔ نماز کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوران گود میں اٹھا لیتے جب آپ سجدے میں جاتے تو انھیں زمین پر بیٹھا دیتے جب سجدے سے اٹھتے تو انھیں دوبارہ گود میں اٹھا لیتے۔

مسلم شریف میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب اور ابو العاص رضی اللہ عنہما کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کو گود میں اٹھائے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے اور جب سجدے میں جاتے تو زمین پر بٹھا دیتے۔ ①

ابو داود میں سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے قدرے تفصیل کے ساتھ روایت منقول ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم ظہر یا عصر کی نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔ انھوں نے اذان دی تو آپ گھر سے تشریف لائے۔ آپ نے ننھی امامہ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ اسی حالت میں آپ نے نماز کے لیے اللہ اکبر کہہ دیا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ اللہ اکبر کہہ دیا۔ آپ جب رکوع میں جاتے تو امامہ کو زمین پر بٹھا دیتے رکوع سجود سے جب فارغ ہو کر اٹھتے تو دوبارہ انھیں اپنی گود میں اٹھا لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح نماز پوری کی۔ ②

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ شفقت، محبت، ہمدردی اور لاڈ پیار سے پیش آیا کرتے تھے کبھی انھیں خوش کرنے کے لیے تحفہ بھی دیا کرتے تھے۔ اہل بیت میں سب سے بڑھ کر انھیں یہ اعزاز حاصل تھا کہ خواتین اہل بیت بھی اس صورت حال سے بخوبی آگاہ تھیں۔ سیدہ فاطمہ الزاہرء رضی اللہ عنہا بھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی بیماری کے دنوں میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے وصیت کے طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ میرے بعد امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے حبالہ عقد میں لے لیں۔

---

① صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب اذا حمل جاریة صغیرة رقم الحدیث (۵۱۶)، صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ باب جواز حمل الصبیان فی الصلاۃ رقم الحدیث (۵۴۳)، سنن النسائی رقم الحدیث (۷۱۱)، سنن ابی داؤد رقم الحدیث (۹۱۹)، مسند احمد رقم الحدیث (۲۱۴۸۱)، موطا امام مالک رقم الحدیث (۳۷۲)، سنن الدرامی رقم الحدیث (۱۳۲۶)۔

② حوالہ سابق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اپنی نواسی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے اس قدر محبت اور شفقت سے پیش آتے کہ بسا اوقات ازواج مطہرات کو بھی محسوس ہونے لگتا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کو کسی نے سنہری ہار تحفے میں دیا، ازواج مطہرات ایک گھر میں جمع تھیں، اتنے میں امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا بھی کھیلتی ہوئی وہاں آ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کھیلتے ہوئے دیکھا تو ہم سے پوچھا: تمھیں یہ بیٹی کیسی لگتی ہے؟

ہم نے ان کی طرف دیکھا اور بیک زباں ہو کر کہا: ماشاء اللہ بہت پیاری گڑیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ۔ آپ نے اپنی نواسی کو گود میں بٹھاتے ہوئے کہا کہ یہ ہار میں اسے پہناؤں گا جو اہل بیت میں سے زیادہ پیارا لگتا ہے۔ یہ ارشاد فرماتے ہوئے ہار اپنی نواسی کے گلے میں ڈال دیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا، میرا خیال یہ تھا کہ ہار میرے حصے میں آئے گا، دوسری ازواج مطہرات نے بھی میری طرح محسوس کیا، ہم میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ اعزاز مجھے ملے گا لیکن امامہ رضی اللہ عنہا اس روز ہم سب پر بازی لے گئیں۔ [1]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ یہ خوبصورت ہار مجھے پہنایا جائے گا کیونکہ تمام ازواج مطہرات میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں امتیازی حیثیت حاصل ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہار امامہ رضی اللہ عنہا کو پہنا دیا۔ بلاشبہ اہل بیت میں انھیں امتیازی مقام و مرتبہ حاصل ہوا۔ وہ اہل بیت جس سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلودگی کو دور کر دیا ہے اور اسے اچھی طرح پاک کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اکثر و بیشتر امامہ رضی اللہ عنہا کو لاڈ پیار سے بیٹا کہا کرتے تھے اور انھیں خوش کرنے کے لیے تحائف بھی دیا کرتے تھے۔

---

[1] مجمع الزوائد (۹/ ۲۵۵)، طبقات ابن سعد (۸/ ۴۰)، السمط الثمین (ص:۱۹۱)، الاستیعاب (۴/ ۲۳۸)، السیرۃ الحلبیۃ (۲/ ۴۵۲)، درالسحابۃ (ص:۵۳۵)، الاصابۃ (۴/ ۲۳۰، ۲۳۱)، اسدالغابۃ (۶/ ۲۲)، مسند احمد (۶/ ۱۰۱، ۲۶۱)، مسند ابی یعلی (۷/ ۴۴۵، ۴۴۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حبشے کے حکمران نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف زیور بطور تحفہ بھیجا جس میں سونے کی ایک انگوٹھی بھی تھی۔ آپ نے وہ انگوٹھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کو دیتے ہوئے فرمایا: بیٹا! یہ انگوٹھی تم پہن لو۔ [1]

۸ ہجری کے آغاز میں ابھی ابو العاص رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کیے ہوئے ایک سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا سفر آخرت شروع ہوا۔ اپنے ابا جان کے ہاں ہجرت کر کے آتے وقت انھیں دوران سفر جو کاری زخم آیا تھا اس کی وجہ سے کئی ایک امراض ان پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ زندگی کے آخری دنوں میں انھوں نے اپنی اکلوتی بیٹی کو درد بھرے انداز میں دیکھا اور وہ لمحات یاد آ گئے جب ان کی والدہ نے شادی کے موقع پر قیمتی ہار تحفہ دیا تھا۔ انھوں نے سوچا کہ یہ ہار اب اپنی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کو دے دے، بیماری دن بدن غلبہ پانے لگی۔ آٹھویں ہجری کے ابتدائی دنوں ہی میں دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں۔ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کے لیے ماں کی جدائی بڑی گراں گزری جس کی وجہ سے ہر وقت وہ آنسو بہاتی رہتیں کیونکہ ان کی پیاری والدہ انھیں داغ مفارقت دے کر اپنے خالق حقیقی کے پاس پہنچ گئیں جو مالک بھی ہے اور صاحب اقتدار بھی ہے۔ بیٹی کے فوت ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لائے، ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے انھیں غسل دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنا تہبند دیا کہ اسے کفن میں شامل کر لیا جائے اور پھر اپنی بیٹی کو اللہ کے سپرد کیا۔

بخاری شریف میں سیدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت منقول ہے فرماتی ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں تو آپ تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: اسے طاق عدد میں غسل دینا، تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ تعداد میں لیکن ہو طاق عدد۔ غسل بھی بیری ملے ہوئے پانی سے دینا اور آخر میں کافور کا استعمال کرنا پھر جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا، چنانچہ جب ہم غسل سے فارغ ہوئیں تو آپ کو اطلاع دی۔

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۴۰)، الاصابة (۴/ ۲۳۱)، السمط الثمين (۱۹۲)، مسند ابی يعلى (۷/ ۴۴۵)، سنن ابی داؤد رقم الحديث (۴۲۳۵)، سنن ابی ماجه رقم الحديث (۳۶۴۴)، مسند احمد (۶/ ۱۱۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اپنی چادر ہماری طرف پھینکی اور فرمایا کہ یہ چادر انھیں پہنا دو۔ ①

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے اس دنیائے فانی سے کوچ کرنے کے بعد سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے محسوس کیا کہ گھر میں قبرستان کی طرح سناٹا چھایا ہوا ہے، گھر کا ماحول وحشت ناک دکھائی دیتا ہے، زندگی کے آثار دکھائی نہیں دیتے، ان کی وہ پیاری ماں انھیں اکیلی چھوڑ کر سفر آخرت پر روانہ ہو گئیں جو ان کی خوشیوں کا گہوارہ تھیں اور روحانی غم خوار تھیں۔ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ کے گلے کا ہار دیکھا تو انھیں اپنی نانی جان سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئی، کئی دفعہ ان کی والدہ نے نانی جان کا تذکرہ بھی کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس ہار کی قدر و قیمت کا تذکرہ بھی کیا تھا اور یہ بھی بتایا تھا کہ جب اس کے ابا جان ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ گرفتار ہو کر مدینہ منورہ پہنچے تھے اور فدیئے کے لیے بھیجا گیا یہ ہار انھوں نے دیکھا تو ان کے دل پر کیا گزری تھی اور کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے تھے۔

یہ ساری باتیں یاد کر کے سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا فرط غم سے آنسو بہانے لگیں۔ ابو العاص رضی اللہ عنہ نے جب اپنی لاڈلی بیٹی کو اس حالت میں دیکھا تو اسے دلاسہ دینے کے لیے اپنے سینے سے لگا لیا اور اس کی آنکھوں سے غم کے آنسو پونچھنے لگے، بیٹی اپنی والدہ کی جدائی میں غمگین تھی اسے تسلی دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور انھیں ماں کی جدائی کا غم ہلکا کرنے کے لیے ہر طرح سے دلاسہ دیا کرتے تھے۔ خوشگوار یادیں ان کے سامنے بیان کیا کرتے تھے اور سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا کرتے تھے، جو عرصہ دراز پہلے مکہ معظمہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملی تھیں۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو خانہ نبوی میں ہر طرح کی نگہداشت حاصل تھی، انھوں نے اپنی خالہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی زیر شفقت زندگی بسر کرنا شروع کی، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنی

---

① صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما یستحب ان یغسل وترا رقم الحدیث (۱۲۵۴)، صحیح مسلم کتاب الجنائز باب فی غسل المیت رقم الحدیث (۹۳۹)، سنن ابی داؤد رقم الحدی ث(۳۱۴۲)، سنن الترمذی رقم الحدیث (۹۹۰)، سنن النسائی رقم الحدیث (۱۸۸۱)، سنن ابی ماجہ رقم الحدیث (۱۴۵۹)، مسند احمد رقم الحدیث (۱۹۸۶۰)، موطا امام مالک رقم الحدیث (۴۶۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر اولاد حسن، حسین، زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم کی طرح ان کا بھی پوری طرح خیال رکھا کرتی تھی تا کہ یہ خواتین عالم کی مشہور ومعروف ہستیوں میں شمار ہونے لگیں، بھلا جس کو رسول اللہ ﷺ کی نگرانی اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی کفالت میسر ہو اس کی خوش نصیبی کے کیا کہنے!!

دن گزرنے لگے سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو دنیا کے سب سے بڑے معزز گھر کے ماحول میں ہر طرح کی نعمت میسر تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنی اس نواسی سے بہت زیادہ لاڈ پیار تھا۔

ماہ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو رسول اللہ ﷺ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے اپنے نانا جان کی وفات کا بہت غم کیا، مسلمانوں پر بھی غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے یہ محسوس کیا کہ نانا جان کی وفات سے ان کی زندگی کا ایک بہت بڑا ستون گر گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی مکمل نگرانی میں سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کے دن گزرنے لگے لیکن وہ بھی اپنے ابا جان کی وفات کے تھوڑے ہی عرصے بعد بیمار ہوئیں دن بدن مرض بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ جان لیوا ثابت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ پیشین گوئی بھی فرمائی تھی کہ میرے خاندان میں تم سب سے پہلے مجھے ملو گی۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا آئیں انھوں نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو غم نے ان کے سینے کو جکڑ لیا اور ناامیدی نے ان کے دل کو نچوڑ کر رکھ دیا۔ تمام پیاروں یعنی والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، نانا جان رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شفقت، محبت اور ہمدردی حاصل ہوئی تھی۔ انھوں نے انھیں ماں کا پیار دیا اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اور شفقت کی کمی پوری کر دی۔ اس وقت ان کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اگر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی فوت ہو گئیں تو پھر میرا کیا بنے گا، دو مرتبہ تو وہ پہلے بھی یتیم ہو چکی ہے، ماں فوت ہوئی پھر نانا جان فوت ہوئے اور اب خالہ زندگی کے آخری مرحلے میں پہنچی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد ہی وفات پا کر جنت الفردوس جا بسیں۔ انھوں نے اپنے خاوند سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کر دی تھی کہ میرے بعد امامہ رضی اللہ عنہا کو اپنے حبالہ عقد میں لے لینا۔ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا اپنی خالہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات پر بہت روئیں۔ انھوں نے یہ محسوس کیا کہ میں اب یتیم ہو گئی ہوں یکے بعد دیگرے سب پیارے دنیا سے کوچ کر گئے اب وہ اپنے باپ ابو العاص رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے لگیں جو امیدوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اکیلے مرکز رہ گئے تھے۔ ۱۲ ہجری کو ماہ ذی الحجہ میں ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، بیماری شدت اختیار کر گئی جس نے انھیں بستر پر لٹا دیا اور آخر کار وہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بیماری کے عالم میں جب ابو العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا تو اس کے گلے میں وہ ہار نظر آیا جو سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو شادی کے موقع پر دیا تھا، ہار دیکھ کر پرانی یادیں تازہ ہو گئیں اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی گویا کہ وہ اب یہ یاد کر رہے ہیں کہ میں عنقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ خدیجہ طاہرہ اور زینب رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچنے والا ہوں۔ جب وہ زندگی کے آخری سانس لے رہے تھے تو سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کے پاس کھڑی یہ غمناک منظر دیکھ رہی تھیں۔ ان کی روح راضی خوشی قفس عنصری سے اپنے رب کی طرف پرواز کر گئی۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، سب پیارے قریبی رشتے دار داغ مفارقت دے گئے۔

والدہ، نانا جان، خالہ جان، اور اب ابا جان بھی اللہ کو پیارے ہو گئے لیکن دل میں یہ یقین تھا کہ اللہ ان کی حفاظت کرے گا، وہ عزت دے گا ضائع نہیں ہونے دے گا۔ وہ ایک ایسے خاندان کی چشم و چراغ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں عزت عطا فرمائی ہے۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کی شہسوار اسلام کے ساتھ شادی

اب پیارے قریبی رشتہ داروں کی وفات کے بعد سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا اکیلی رہ گئیں لیکن انھوں نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا جو اللہ کا فیصلہ ہو گا اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا جائے گا۔ ان کے کانوں میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مدھم سی بات کی آواز آئی جو انھوں نے وفات سے پہلے وصیت کے طور پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہی تھی کہ آپ میرے بعد امامہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لیں۔ ادھر سیدنا ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے اپنے ماموں کے بیٹے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد میری بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کی کفالت تم نے کرنا ہو گی۔ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کی وفات کے بعد سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی کفالت میں زندگی بسر کرنے لگیں دونوں میاں بیوی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کا بہت خیال کیا کرتے تھے انھیں پتہ تھا کہ یہ بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی لاڈلی تھی وہ ہر صورت اس چیز کو پیش نظر رکھتے تھے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ ① زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وصیت کو نافذ کرنے کے لیے شادی کا اہتمام کیا۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلافت راشدہ کے آخری ایام تک رہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کوفے منتقل ہوئیں انھوں نے چوتھائی صدی سے بھی زیادہ وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزارا۔ ۴۰ ہجری بروز اتوار مورخہ ۲۱ رمضان کو انھیں شہید کر دیا گیا۔ اس موقع پر سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا بہت روئیں۔ اس اندوہ ناک واقعہ کو سرزمین عرب کے بیشتر شعراء نے اپنے اشعار میں بیان کیا۔

زندہ جاوید خواتین کی فہرست میں

جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قاتلانہ حملے کے بعد بستر پر دراز تھے اور انھیں شہادت کا یقین ہو گیا تھا تو انھوں نے اپنی بیوی امامہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور انھیں یہ وصیت کی کہ اگر میرے بعد شادی کرنے کا ارادہ ہو تو مغیرہ بن نوفل میری نظر میں بہتر رہے گا۔ ②

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عدت پوری کی تو مدینہ منورہ منتقل ہو گئیں اور کوفے کو خیر باد کہہ دیا، اس وقت مدینے کے گورنر مروان بن حکم تھے۔

سیدہ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا نے عدت پوری ہونے کے بعد مغیرہ بن نوفل مطلبی ہاشمی کے ساتھ شادی کر لی۔ مغیرہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے شادی کے موقع پر بنو ہاشم کے آدمیوں کو دعوت دی۔ ان میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما بھی تھے سب کی موجودگی میں شادی کی گئی اس طرح سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے مغیرہ بن نوفل کے ساتھ پوری زندگی گزاری اور اسی کے ہاں ان کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ہوئی۔ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کی وفات سے سیدہ زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا خاتمہ ہو گیا۔

---

① سير اعلام النبلاء (١/ ٣٣٥)۔

② طبقات ابن سعد (٥/ ٢٣٠٢٢)، تاريخ السلام (عهد معاوية ص: ١٢٤، ١٢٥)، نساء من عصر النبوة (٢/ ٣٥)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح رقیہ اور ام کلثوم کے ہاں بھی کوئی اولاد نہ ہوئی، بیٹیوں میں صرف سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد آگے چلی، خواتین اہل بیت میں سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو بڑا بلند مقام و مرتبہ حاصل ہوا، یہ اس خوش نصیب خاندان کی چشم و چراغ تھیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝﴾ (الاحزاب:۳۳/۳۳)

''بلاشبہ اللہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے آلودگی دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔''

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عَمَلاً صَالِحًا يُقَرِّبُنَا اِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تُلْهِمَنَا الصَّوَابَ وَتَجْعَلَ لَنَا مِن اَمْرِنَا رُشْدًا
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❁❁❁

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

19

خواتین اہل بیت

سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ نواسی کی پُر نور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زینب بنت علی رضی اللہ عنہا

- سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی
- ۵ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئی بڑی محتاط، عقلمند، شریف الطبع اور عالمہ فاضلہ تھیں۔
- اپنے ابا جان سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں رونما ہونے والے واقعات دیکھے۔
- وہ فصاحت و بلاغت اور جرأت کے حوالے سے مشہور و معروف ہوئیں، عبید اللہ بن زیاد کے روبرو انہوں نے جرأت مندانہ مؤقف اختیار کیا۔
- سیدہ زینب نے خانہ نبوی میں خاص مقام و مرتبہ حاصل کیا اور انہوں نے ۶۲ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خواتین اہل بیت میں سے ہیں، انھیں خواتین اسلام میں ایک بڑا ممتاز مقام حاصل ہے، یہ ایک ایسی جلیل القدر خاتون ہیں جن کی فضل وشرف کے اعتبار سے جڑیں مضبوط ہیں اور جود وسخا، علم وفضل، خاندانی وجاہت ونجابت اور دینداری کے آسمان میں ان کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ جب میں نے خواتین اہل بیت کی سیرت کا مطالعہ شروع کیا تو سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما کو قیمتی ہار کے نگینے کی مانند پایا۔ میں اس نکتے پر طویل عرصے تک غور وخوص کرتا رہا کہ اس جلیل القدر خاتون نے اسلام کے ابتدائی دور میں عورتوں کی تاریخ میں ایک اہم اور ممتاز مقام حاصل کیا۔

ان کی جڑ زمین میں پیوست ہے اور شاخ آسمان میں

ان کی اصل وجہ مجھے یہ معلوم ہوئی کہ اس خاتون نے ایک ایسے خاندان میں جنم لیا جس کی جڑیں پاکیزہ اور مضبوط تھیں اور اس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انھوں نے ایک ایسے گھر میں پرورش پائی جو انسانی صفات کا سنگم تھا۔ اس ماحول میں انھیں شفقت، وفاداری، شرافت، عزت اور ضیاء جیسی خوبیاں میسر آئیں۔ والدین کی طرف سے یہ نجیب الطرفین تھیں۔

ان کے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ نبوی کے سربراہ تھے وہ سید الاولین والآخرین اور اللہ کی ساری مخلوق سے افضل تھے۔ ان کے والد محترم سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہسوار اسلام تھے اور وہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔

ان کے خاوند عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما جو خود بھی سخی تھے اور ایک سخی باپ کے چشم و چراغ تھے۔ یہ ایک بڑے عالم فاضل صحابی تھے اور انھیں احادیث کو روایت کرنے کا شرف بھی حاصل تھا۔ ان کے دونوں بھائی سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار تھے اور یہ دونوں گلشن نبوت کے خوشبودار پھول تھے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے چچا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک بہادر صحابی تھے، ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي)) ”تم میری شکل وصورت اور عادات واطوار میں مشابہہ ہو۔“

وہ بڑے سخی، معزز اور جلیل القدر صحابی تھے۔ عورتوں کی جانب سے جو انھیں مقام ومرتبہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل تھا وہ کچھ اس طرح تھا:

- سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما کی نانی ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد تھیں، جنہیں مردوں اور عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا، وہ زمانہ جاہلیت میں بھی پاکیزہ تھیں اور زمانہ اسلام میں بھی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق دل سے ساتھ دیا اور سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا اور ایک کامل خاتون کے روپ میں متعارف ہوئیں۔
- ان کی دادی سیدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف الھاشمیہ القرشیہ رضی اللہ عنہا تھیں جنہیں فضل وشرف کے اعتبار سے فوقیت حاصل ہوئی اور پہلے مہاجرین کی فہرست میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور نیکیوں کے میدان میں ہمیشہ آگے بڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔
- اور ان کی والدہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی تھی اور وہ خواتین جنت کی سردار تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جنت کی بشارت بھی دی جس کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ ان کی خالائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن تھیں، انھوں نے اپنی والدہ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔
- ان کی ہمشیرہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما تھیں جنہیں خواتین اہل بیت میں بڑا فضل و شرف حاصل تھا۔

آیئے اہل بیت کی اس جلیل القدر خاتون کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ [1] جن کا نام زینب بنت علی بن ابی طالب الھاشمیہ رضی اللہ عنہا تھا اور یہ رسول اللہ

[1] الاصابۃ (۴/ ۴۱۳، ۳۱۵)، اسد الغابۃ (۶/ ۱۳۲)، تجدید السماء الصحابۃ للذھبی (۲/ ۲۷۳)، الکامل لابن الاثیر (۴/ ۵۶، ۵۸، ۷۸، ۸۸)، تاریخ مدینۃ دمشق (ص:۱۱۹، ۱۲۴)، تاریخ الطبری (۳/ ۱۶۲، ۳۳۱، ۳۳۶)، طبقات ابن سعد (۸/ ۴۶۵)، نسب قریش (ص:۶۱)، نورالا بصار (ص:۲۰۱، ۲۰۴)، السمط الثمین (ص:۱۹۴)، العقد الفرید (۶/ ۱۳۶)، مقاتل الطالبیین (ص:۹۵، ۱۱۵، ۱۲۰)، الاخبار الطوال (ص:۲۲۸)، نساء من عصرا التابعین (۲/ ۱۸۱، ۱۹۲)، بلاغات النساء لطیفور (ص:۲۵)، البدایۃ والنهایۃ (۷/ ۳۳۱)، (۸/ ۱۷۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب

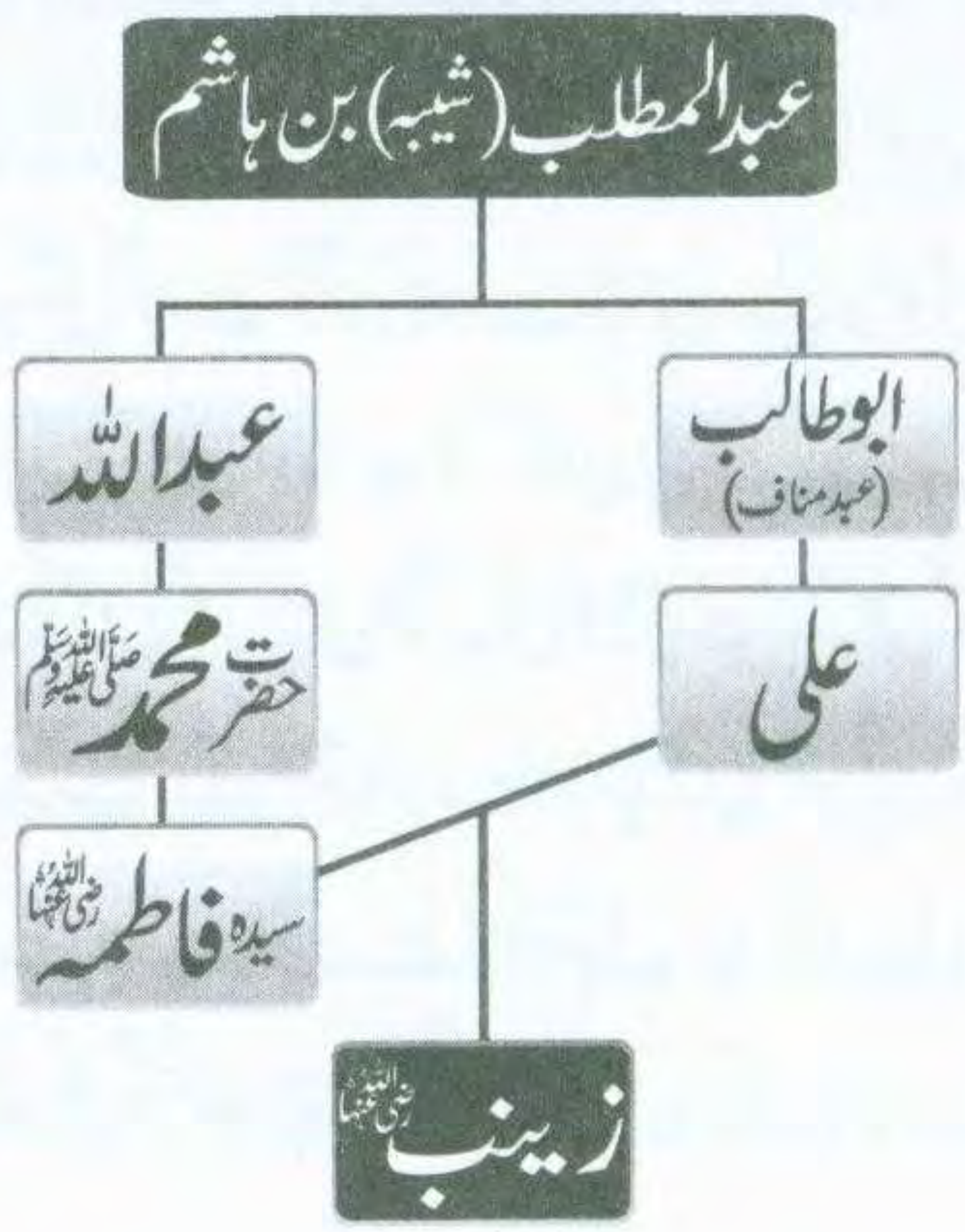

سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی یعنی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔

زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کی اولاد

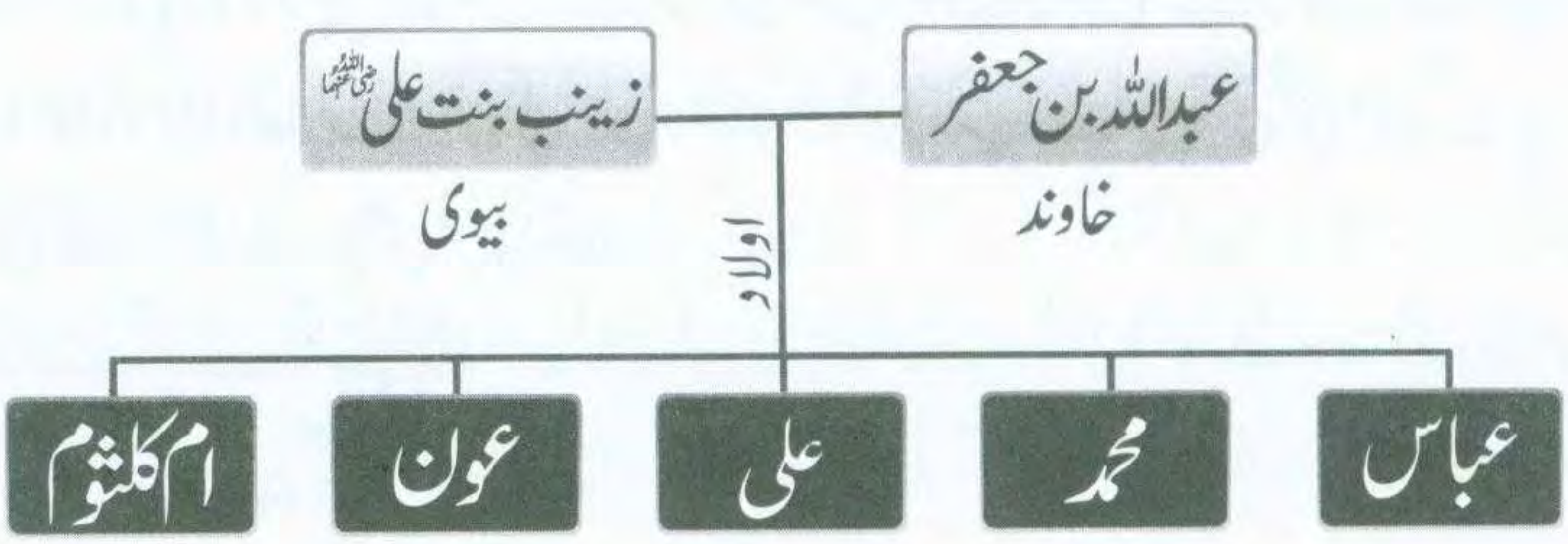

زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کی شادی ان کے چچازاد (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے) عبداللہ بن جعفر سے ہوئی۔ ان سے علی، عون، ام کلثوم پیدا ہوئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی نواسی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ۵ ہجری کو سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کی اس دنیا میں آمد ہوئی تا کہ زمانے کی تاریخ کے اوراق میں سنہری باب رقم ہو سکے۔

مدینہ منورہ میں ان کی ولادت کی خبر مشہور ہوئی کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے ایک بچی کو جنم دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام اپنی بڑی بیٹی کے نام پر از راہ محبت زینب رکھا۔ اس بچی کی پیدائش پر مہاجر و انصار سبھی بہت خوش ہوئے، اس لیے رسول اللہ ﷺ سیدنا علی بن ابی طالب سیدہ، فاطمۃ الزہراء، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا۔ یہ سبھی خانہ نبوی کے ستون تھے انھیں گھر میں مرکزی حیثیت حاصل تھی اس گھرانے میں جو اولاد پیدا ہوئی اس نے تقویٰ و طہارت کے اعتبار سے دنیا میں شہرت حاصل کی۔ پاکیزہ خانہ نبوی نے اس نومولود کا انتہائی مسرت و شادمانی سے استقبال کیا جس کی آمد سے گھر کا آنگن مہک اٹھا تھا۔ یہ اس شریف گھرانے کی چشم و چراغ تھیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرما دیا تھا:

﴿ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/۳۳)

"اے اہل بیت! اللہ تم سے آلودگی دور کر دینا چاہتا ہے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دینا چاہتا ہے۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی تمام بیٹیوں میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ زیادہ لاڈ پیار تھا اس لیے کہ اس جلیل القدر خاتون نے رسول اللہ ﷺ کی عادت و اطوار کو اپنا رکھا تھا اور ان کی شکل و شباہت بھی آپ سے ملتی جلتی تھی ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا:

((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ))

"کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔"

اس لیے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں جب زینب رضی اللہ عنہا نے جنم لیا تو رسول اللہ ﷺ کے دل کو وہ بھی اسی طرح لاڈلی اور پیاری لگی جس طرح کہ ان کی والدہ تھیں، ایسا بھلا کیوں نہ ہوتا آپ تو رحمت، شفقت اور امید کی کان تھے، زینب رضی اللہ عنہا کو خانہ نبوی میں بڑا اہم مقام و مرتبہ حاصل ہوا۔ نبی کریم ﷺ اس بچی پر خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ زینب اور فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

ایمان اور تقویٰ کی خوشبودار فضا میں دین اور تقویٰ کے مہکتے ہوئے ماحول میں عمدہ انداز میں یہ پروان چڑھیں، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے زندگی کا نور دیکھا اور اپنے نانا کے چہرے پر چمکتے ہوئے نور کا مشاہدہ کیا اور اپنی ماں کا چہرہ دیکھا جو دنیا بھر کی خواتین میں درجہ کمال پر فائز تھیں اور انھوں نے اپنی ماں میں انسانی اخلاقیات اور تمام تر فضائل کی جھلک دیکھی کہ وہ صبر، دین، نیکی، عفت و قناعت اور شکر کا پیکر تھیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنی خوبصورت ننھی سی گڑیا زینب رضی اللہ عنہا پر پوری توجہ دینے لگیں اور انھیں بچپن ہی میں دودھ پلانے کے ساتھ ساتھ ایمان کی غذا مہیا کرنے لگیں۔ وہ اپنی بیٹی زینب میں شفقت، ہمدردی اور رحمت کے حوالے سے وہ تمام خوبیاں دیکھنا چاہتی تھیں جو ان کی بڑی بہن ابو العاص رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا میں پائی جاتی تھیں، جو ۸ ہجری میں وفات پا چکی تھیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے خواتین اہل بیت کے نہج پر اپنی ننھی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی تربیت کرنا شروع کر دی۔ ننھی زینب اسلامی ماحول میں پروان چڑھی۔ ایمانی غذا سے شاد کام ہوئی، خانہ نبوی سے معرفت حاصل کی اور خواتین اہل بیت سے انھوں نے علم حاصل کیا انھیں خانہ نبوی میں جلیل القدر شخصیات کی زیارت نصیب ہوئی جو بیان اور معارف کے حوالے سے درجہ کمال پر فائز ہیں۔ یونہی دن گزرنے لگے یہاں تک ۱۱ ہجری کو حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خالق حقیقی سے جا ملے جس کی وجہ سے جزیرۃ العرب میں لرزہ طاری ہو گیا۔

ننھی زینب رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خانہ نبوی میں مرد و زن غم و اندوہ میں آنسو بہا رہے ہیں، ہر کوئی حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں دل گرفتہ ہے۔ ننھی زینب رضی اللہ عنہا کے دل پر اس اندوہ ناک واقعے کا گہرا اثر پڑا، مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الوداع کہا اور یہ تو زندگی کی ایک ریت ہے جو اس دنیا میں آیا اس نے ایک دن یہاں سے جانا ہے، یہ اللہ کا اٹل فیصلہ ہے جو اس کے بندوں پر نافذ ہو کر رہتا ہے۔ ننھی زینب نے دیکھا کہ ان کی والدہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے ابا جان کی وفات سے بہت غمگین ہیں ہر وقت ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے ہیں اور دل غمگین رہتا ہے، پھر یہ دیکھا کہ ان کی امی جان بیمار ہو گئی ہیں، ننھی زینب رضی اللہ عنہا اپنی امی جان کے قریب رہنے کی وجہ سے یہ سب صورت حال دیکھ رہی تھیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی عمر ابھی پانچ سال سے زیادہ نہیں ہوئی تھی انھیں یہ اندیشہ لاحق تھا کہ ان کی والدہ بھی اب تھوڑے دنوں کی مہمان ہیں پھر وہ اپنی چھوٹی بہن ام کلثوم کے ساتھ اکیلی رہ جائے گی۔ زینب اور ان کی بہن ام کلثوم اپنی امی جان کے بستر پر آ کر بیٹھ جاتی تھیں جو نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بیمار ہو کر بستر پر دراز ہو چکی تھیں، دونوں ننھی بیٹیاں اپنی امی جان کو خوش رکھنے اور ان کا دل لگانے کی کوشش کرتیں۔ لیکن سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے ابا جان کی وفات سے چھ ماہ بعد ہی اپنے اللہ کو پیاری ہو گئیں اور راضی خوشی جنت الفردوس کی وارث بن گئیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بڑا غم لاحق ہوا اور ان نے یہ محسوس کیا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے اس دنیا سے کوچ کرنے کے بعد گھر وحشت ناک ہو چکا ہے۔ اب ان کے ابا جان سیدنا علی رضی اللہ عنہ انھیں اپنی شفقت اور محبت میں ڈھانپ رہے ہیں اور انھوں نے انھیں اپنے دل میں اہم جگہ دے رکھی ہے اور یہ ننھی بچی ان کے لیے ان کی بیوی سیدہ فاطمہ الزہراء، والدہ سیدہ فاطمہ بنت اسد اور ام المومنین خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہن کی یاد کا باعث بن رہی ہے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے باپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں بچپن ہی میں ذمے داری کا بوجھ اٹھانا پڑا، وہ اپنی والدہ کی جگہ کچھ گھریلو کام میں مشغول رہنے لگیں اور ان کے دونوں بھائی حسن اور حسین رضی اللہ عنہما حسب استطاعت ان کا ہاتھ بٹانے لگے۔ اب ہم اس چیز کا جائزہ لیتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا نے بڑی ہو کر کس ثابت قدمی کا ثبوت دیا، وہ خواتین عالم میں ایک بلند مقام پر فائز نظر آتی ہیں۔ جب وہ سرزمین شام پہنچی تو ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے بڑا واضح مؤقف اختیار کیا اور ایسا فصاحت و بلاغت پر مبنی بیان دیا جس سے مرد بھی عاجز دکھائی دیتے ہیں لیکن خانہ نبوی کی اس خاتون نے جرأت اور شجاعت کے حوالے سے کمال کر دیا۔

سخی باپ کے سخی بیٹے کی بیوی

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے آبائی صاف ستھرے گھر میں پرورش پائی، بچپن ہی میں چہرے پر ذہانت کے آثار دکھائی دیتے تھے۔ وہ صفائی، پاکیزگی، دینداری میں سیدہ فاطمۃ الزہراء اور اپنی نانی سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی ہو بہو تصویر تھی، ان خوبیوں میں وہ اپنی بہنوں میں ممتاز دکھائی دیتی تھیں، جب جوانی میں قدم رکھا تو بنو ہاشم اور قریش میں سے بیشتر نے ان کا رشتہ لینے کی خواہش ظاہر کی لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی عمدہ انداز میں انھیں ٹال دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دراصل اپنے قریبی رشتہ داروں میں اپنی بیٹی کی شادی کا ارادہ رکھتے تھے جب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں ان کے حقیقی بھائی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ کا پیغام آیا جو کہ خود بھی سخی تھے اور سخی باپ کے بیٹے تھے تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خوشی سے اس رشتے کو منظور کر لیا۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا اور انھیں احادیث کو روایت کرنے کی سعادت بھی میسر آئی، انھیں چھوٹی عمر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار کیا جاتا تھا انھیں بڑی شان و شوکت میسر آئی، یہ بڑے معزز اور سخی تھے، امامت کے منصب پر فائز ہونے کے قابل تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا تھا:

((وَاَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ فَشِبْهُ خَلْقِی وَخُلُقِی)) ①

''عبداللہ شکل و صورت اور عادات و اطوار میں میرے مشابہ ہے۔''

صحیح مسلم میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں مذکور ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک بیٹے کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیا اور مجھے بھی اپنے ساتھ بٹھا لیا تو ہم تینوں مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ ②

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو سیادت و قیادت اور علم و فضل کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی انھیں سلام کہتے تو یوں ارشاد فرماتے:

((اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْنِ)) ③

''اے دو پروں والے کے بیٹے! تجھے سلام ہو۔''

علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ایک روایت نقل کی کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے، وہ کھیل رہے تھے، آپ نے ان کے حق میں دعاء کی:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهٗ فِی تِجَارَتِهٖ)) ④

''الٰہی اس کی تجارت میں برکت عطا فرما۔''

---

① صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضائل عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما رقم الحدیث (۲۴۲۸)، مسند احمد (۱/ ۲۰۳)۔

② فتح الباری (۷/ ۵۱۵)۔ ③ مجمع الزوائد (۹/ ۲۸۶)۔

④ تاریخ مدینة دمشق (ترجم النساء ص:۱۲۱)، طبقات ابن سعد (۸/ ۴۶۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے بھتیجے کی شان و شوکت کو جانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت پیار کرتے ہیں اور انھیں پسند کرتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے انھیں اپنی بیٹی کا خاوند بننے کے لیے پسند کر لیا۔ شادی کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے گھر منتقل ہو گئیں، وہاں انھوں نے بھرپور زندگی بسر کی، گھر کے آنگن میں محبت اور پیار کی خوشبو پھیل گئی اور اللہ تعالیٰ نے اولاد سے بھی نوازا حافظ ابن عساکر ابن سعد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی۔ اس کی والدہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کے خاوند عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما تھے ان کے ہاں علی باعون اکبر، عباس، محمد اور ام کلثوم نے جنم لیا۔ [4] ان سبھی بچوں نے بہت عمدہ ماحول میں پرورش پائی اور سبھی بچے جید عالم بنے، سب ہی حدیث کے حافظ تھے، انھوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور یہ بڑے ثقہ عالم بنے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کی، وہ بڑے سخی سردار اور عالم فاضل تھے، سخاوت کے میدان میں ان کے حوالے سے بڑے واقعات زبان زد عام ہوئے، شعراء نے بھی اپنے اشعار میں ان کی سخاوت کی تعریف کی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سخاوت کے حوالے سے اپنے خاوند کا حوصلہ بڑھاتی تھیں، وہ بھلا ایسا کیوں نہ کرتیں ان کا تعلق اہل بیت سے تھا، یہ گھرانہ سخاوت کے حوالے سے مشہور و معروف تھا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے خاوند عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو اس پر انگیخت کرتی رہتیں کہ آنے والے مہمانوں کی خوب خاطر مدارات ہونی چاہیے جو بھی ہمارے گھر آئے اسے اتنا مال دیا جائے کہ وہ خوش ہو کر جائے۔

سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بہت بڑے سخی تھے، سخاوت دراصل انسان کے دل کو روشن کر دیتی ہے، لوگ اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا خواتین اہل بیت سے ہیں اور ان کے خاوند عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سخاوت کے سمندر ہیں۔ اسی لیے اکثر و بیشتر دیہاتی لوگ اس کے پاس آتے رہتے تھے تاکہ ان کی سخاوت کا فیض حاصل کر سکیں کیونکہ انھیں اس بات کا اچھی طرح علم تھا کہ اہل بیت کے اس گھر سے کوئی ہاتھ خالی واپس نہیں گیا۔ اس حوالے سے لوگوں کی زبانوں پر تعریفی کلمات ہر وقت رہتے۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ کے گورنر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بدوی آیا اس نے کچھ مانگا مروان بن حکم نے کہا: اس وقت میرے پاس تو تجھے دینے کے لیے کچھ نہیں البتہ آپ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس چلے جائیں وہ فضائل اور سخاوت کی غار ہیں، وہاں سے آپ کی مراد پوری ہو جائے گی۔ وہ بدوی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے داماد عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچ گیا، لوگوں سے ان کے گھر کا پوچھا تو انھوں نے بتا دیا کہ یہ ان کا گھر ہے۔ بدوی نے جا کر سلام عرض کی تو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے اسے خوش آمدید کہا۔

بدوی نے انھیں سارا واقعہ سنایا کہ میں پہلے مدینہ منورہ کے گورنر مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے پاس گیا انھوں نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں البتہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس چلے جاؤ وہاں تمھارے لیے بہت کچھ ہے، وہ تو فضائل اور سخاوت کا منبع ہیں، میں ایک مفلس ہوں مدد کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے اس کی بات سن کر کہا: دیکھو یہ میری اونٹنی جو مال سے لدی کھڑی ہے اس مال میں میری ایک قیمتی تلوار بھی ہے، جسے میں نے ایک ہزار دینار میں خریدا ہے، یہ اونٹنی اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ تیری ہے، لے جائیں میری طرف سے یہ آپ کا تعاون ہے، تلوار کی قیمت میں نے تجھے اس لیے بتائی کہ کہیں کوئی دھوکے سے اونے پونے میں نہ لے جائے۔ وہ بدوی خوشی سے بغلیں بجاتا ہوا اپنے گھر کو روانہ ہوا۔ جو بھی اس سے ملتا اس کے سامنے اہل بیت کی سخاوت کی داستانیں بیان کرتا۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی سخاوت سے اس کے دن پھر گئے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے ابا جان رضی اللہ عنہما کی خلافت

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ مدینہ منورہ خلافت راشدہ کے زیر سایہ بسر کیا۔ جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ۳۵ ہجری میں خلافت کی بیعت کی گئی اس وقت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عمر تیس سال تھی، خلافت کے دوران پیش آنے والے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، ان نے وہ منظر بھی بچشم خود دیکھا کہ جب ان کے ابا جان نے مسند خلافت سنبھالنے کے بعد پہلا خطبہ دیا۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پہلے خطاب میں یہ ارشاد فرمایا:

اللہ نے قرآن مجید کو ہمارے لیے ہدایت نامہ بنا کر نازل کیا، اس میں خیر و شر کو واضح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ خیر کو پکڑ لو اور شر کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی عزت کو حرم کی عزت پر فوقیت دی اور مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھنے نیز اخلاص اور توحید کے اپنانے پر زور دیا، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، کسی مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں، موت سے پہلے عام اور خاص کاموں کو جلدی سے نپٹا لو، بندوں اور شہروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم سے زمین اور جانوروں کے بارے میں پوچھا جائے گا اللہ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو جب تم خیر و بھلائی کو دیکھو تو اسے لے لو اور جب شر کو دیکھو تو اسے چھوڑ دو اور آخر میں یہ آیت پڑھی:

﴿ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ ﴾

(الانفال: ۸/ ۲۶)

''اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور تھے۔''①

پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ چھوڑ کر عراق چلے گئے، ان کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی ان کے ہمراہ عراق چلی گئیں، اسی طرح داماد عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بھی عراق منتقل ہو گئے، جنگ صفین میں سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ایک شہسوار تھے۔

ابو عبیدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ صفین میں قریش، بنو اسد اور بنو کنانہ قبائل کی قیادت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس تھی۔②

ماہ رمضان ۴۰ ہجری کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے بابا جان کا قتل اپنی آنکھوں سے دیکھا، جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کی زبان پر مسلسل لا الہ الا اللّٰہ کا ورد جاری تھا، اسی حالت میں ان کے ابا جان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اس موقع پر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بہت زیادہ روئیں، یہ حادثہ امت مسلمہ کے لیے بڑا درد ناک تھا، ساری دنیا کے لیے اندوہ ناک تھا، اہل بیت کے لیے تو بڑا ہی غم ناک تھا لیکن اللہ کی

---

① البدایة والنهایة (۷/ ۲۲۶، ۲۲۷)۔
② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۴۶۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہو کر رہتی ہے۔

سیدہ زینب اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما

عراق میں دوسری مرتبہ زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے بھائی حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے فراق میں مبتلا ہونا پڑا، اپنے ابا جان کی شہادت کے تقریباً بیس سال بعد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے عاشوراء کے دن ۶۱ ہجری کو کربلا کے میدان میں جام شہادت نوش کیا، کربلا میں صرف سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اکیلے ہی شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ اہل بیت کے بیشتر افراد نے جام شہادت نوش کیا۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے جسم پر تیس نیزوں کے زخم اور چونتیس تیروں اور تلوار کے زخم تھے۔

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان کربلا میں سترہ مرد شہید ہوئے اور یہ سبھی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے تھے۔

حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان کربلا میں سولہ افراد شہید ہوئے جو سبھی اہل بیت میں سے تھے۔

بعض دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی اولاد، بھائیوں اور اہل بیت کے تئیس افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے جعفر، حسین، عباس، محمد، عثمان اور ابوبکر تھے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے علی اکبر اور عبد اللہ تھے، ان کے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے عبد اللہ، قاسم اور ابوبکر تھے۔ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے عون اور محمد تھے۔ سیدنا عقیل کی اولاد میں سے جعفر، عبد اللہ، عبد الرحمان اور مسلم تھے۔ [1] سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی کربلا کے دو دن بعد زندہ بچنے والی خواتین اور بچوں کو سواریوں پر سوار کر کے جب لے جانے لگے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کے غم میں اس انداز میں رونے لگیں جسے دیکھ کر دوست دشمن سبھی کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا روتے ہوئے دردناک انداز میں کہنے لگیں میرے پیارے بھیا کے لیے آسمان کے فرشتے رحمت کی دعاء کرتے ہیں آسمان اس کی لحد پر شبنم افشانی کرے ہم اسے خون میں لت پت چٹیل میدان میں اللہ کے سپرد کرتے ہوئے جا رہے ہیں اس حالت میں کہ اس کے جسم کے اعضاء کٹے ہوئے ہیں اس کی بیٹیاں قیدی بنا لی گئی ہیں، اس کی اولاد شہید ہو گئی ہے، ان سب پر آسمان شبنم کے موتی برسائے۔

---

[1] البدایۃ والنہایۃ (۸/ ۱۹۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اپنے بھیا سے اب جنت الفردوس میں ملیں گے۔ ①

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور بہادری

جن خواتین نے عہد نبوت، خلافت راشدہ اور بنو امیہ کے دور میں زندگی بسر کی ان سب میں جرأت، شجاعت، عقل و دانش اور درست رائے کے اعتبار سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فائق تر اور ممتاز تھیں نازک ترین مراحل میں بھی وہ جرأت سے بات کرنے سے گھبراتی نہیں تھیں۔ بلکہ وہ بڑے زور دار انداز میں گفتگو کیا کرتی تھیں، تاریخ سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے خلفاء اور امراء کے رو برو نہایت دلیری کے ساتھ دو ٹوک انداز میں بات کی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور دیگر اہل بیت کے افراد کوفہ کے گورنر عبید اللہ بن زیاد کے پاس لائے گئے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بعض کنیزیں ان کے ساتھ تھیں، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ عبید اللہ بن زیاد نے پوچھا: یہ بیٹھی ہوئی خاتون کون ہے؟ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کوئی بات نہ کی، اس نے دوبارہ اشارہ کرتے ہوئے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہے؟ وہ پھر خاموش رہیں اور کوئی بات نہ کی، اس نے تیسری مرتبہ پوچھا تو ایک کنیز نے کہا: یہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما ہیں۔ ابن زیاد نے حماقت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں رسوا کیا، تمہیں موت کے گھاٹ اتارا اور تمھارے منصوبے کو خاک میں ملا دیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اس نانہجار کی یہ بات سن کر ترکی بترکی جواب دیتے ہوئے کہا:

بلکہ شکر ہے اس ذات کا جس نے ہمیں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں پیدا کر کے عزت دی اور ہمیں اچھی طرح پاک کر دیا۔ ابن زیاد! تمھاری بات درست نہیں بلکہ رسوائی فاسق اور فاجر کا مقدر ہوتی ہے، ابن زیاد کی شان و شوکت پامال ہوئی تو اس نے کہا: دیکھا اللہ نے تیرے اہل بیت سے کیا سلوک کیا۔

انھوں نے پہلے سے بڑھ کر جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: اللہ نے ان کی تقدیر میں شہادت لکھی تھی سو وہ آرام سے ابدی نیند سو گئے۔ قیامت کے دن اللہ تجھے اور انھیں اکٹھا کرے گا وہ تیرے خلاف اللہ کی بارگاہ میں حجت پیش کریں گے تیرے پاس اس دن کوئی جواب نہیں ہوگا اور شرمندگی تیرا مقدر ہوگی۔

① الکامل لابن الاثیر (۴/ ۸۱)، البدایة والنهایة (۸/ ۱۹۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات سن کر ابن زیاد غصے سے کانپنے لگا، اس کی جب یہ حالت عمرو بن حریث نے دیکھی تو اس نے کہا: اللہ امیر کی اصلاح کرے، یہ ایک عورت ہے بھلا عورت کی کسی بات پر کوئی مؤاخذہ کیا جاتا ہے؟

یہ بات سن کر ابن زیاد کا غصہ جاتا رہا اور کہنے لگا: اللہ نے میرے غصے کو شفاء دے دی ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ بات سن کر روتے ہوئے کہا: تو نے میرے بوڑھوں کو قتل کر دیا، میرے خاندان کو برباد کر دیا، میری شاخ کاٹ دی، میری جڑ اکھاڑ دی اگر یہ تیرے دل کی تشفی ہے تو تیرا اللہ ہی حافظ ہے وہی تجھ سے نپٹے گا۔

ابن زیاد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی جرأت دیکھ کر حیران رہ گیا، کہنے لگا: اللہ کی قسم! یہ بہادری ہے تیرا باپ بھی بڑا بہادر تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اس کی یہ بات سن کر ازراہ مذاق کہا: بھلا عورت کا بہادری سے کیا تعلق۔ ① جب ابن زیاد نے ارادہ کیا کہ علی بن حسن رضی اللہ عنہ کو بھی قتل کر دے سیدنا علی بن حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: ان عورتوں کو کس کے سپرد کیا جائے گا؟ ابن زیاد نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس موقع پر زینب رضی اللہ عنہا اپنے بھائی کے بیٹے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے چمٹ گئیں اور ابن زیاد سے کہا: تمھارا ابھی جی نہیں بھرا۔ ہمارے خون سے ابھی تم سیراب نہیں ہوئے کیا تو نے ہمارے کسی مرد کو باقی چھوڑا ہے، پھر وہ اپنے بھتیجے سے گلے ملیں اور روتے ہوئے ابن زیاد سے کہا: اگر تو اس معصوم کو قتل کرنا چاہتا ہے تو اس کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دے۔

علی بن حسن نے ابن زیاد سے کہا: اگر تیری ان پاکیزہ خواتین کیساتھ کوئی قرابت داری ہے تو ان کے ہمراہ کسی متقی شخص کو روانہ کریں۔ عبید اللہ بن زیاد نے تھوڑی دیر زینب رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا پھر قوم کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا: عجیب محبت اور شفقت کا مظاہرہ ہے۔ پھر کہنے لگا: اللہ کی قسم! وہ خاتون یہ چاہتی ہے کہ اگر میں اس علی بن حسین کو قتل کروں تو اسکے ساتھ اس کو قتل کر دوں۔ پھر اس نے کہا: اچھا اس لڑکے کو بھی ان خواتین کے ساتھ جانے دو۔ ②

پھر عبید اللہ بن زیاد نے زینب رضی اللہ عنہا دیگر خواتین، بچوں اور بیٹوں کو تیاری کا حکم دیا اور

① الکامل لا بن لاثیر (۴/ ۸۱، ۸۲)، البدایة والنهایة (۸/ ۱۹۳)۔

② البدایة والنهایة (۸/ ۱۹۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کو یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سرزمین شام بھیج دیا، وہاں بھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بے مثال جرأت وشجاعت کا مظاہر کیا۔

محتاط اور دانش مند

آل حسین رضی اللہ عنہ جب دمشق پہنچیں تو انھیں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ وہ اس ساری صورت حال سے شرمندہ تھے خواتین اہل بیت کو زنان خانہ میں لے جایا گیا تو محل کی خواتین نے واقعہ کربلا پر غم کا اظہار کیا، طویل سفر کی وجہ سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا خاندان پراگندہ حال تھا، یزید رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ سے بڑے افسوس کا اظہار کیا، اس موقع پر بھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یزید رضی اللہ عنہ کو کھری کھری سنائیں۔ یزید رضی اللہ عنہ نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی خاطر مدارات کی اور چند دنوں کے بعد پورے اعزاز واکرام کے ساتھ اس قافلے کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اورانھیں کثیر مال و دولت سے بھی نوازا گیا تاکہ ان کی قدرے دل جوئی ہو سکے۔ مدینہ منورہ کی جانب جب آل حسین رضی اللہ عنہ کا قافلہ روانہ ہوا جو خواتین اور بچوں پر مشتمل تھا ان کے ساتھ ایک نہایت ہی نیک دل شامی شخص کو روانہ کیا گیا تاکہ راستے میں کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو، راستے میں اگر کوئی ضرورت لاحق ہو تو اسے پورا کیا جائے، وہ شخص اہل بیت کا بڑا قدر دان تھا اور دل سے احترام کرتا تھا۔

جب خواتین اہل بیت نے اس شخص کی شرافت اور خدمت کو دیکھا تو زینب رضی اللہ عنہا کی چھوٹی بہن نے کہا: آپا جان کیا خیال ہے اس شخص نے ہمارا پورے سفر میں بہت خیال کیا ہے ہماری خدمت اور حفاظت میں کوئی کسر باقی نہیں اٹھا رکھی، ہمیں بھی اسے کچھ نہ کچھ انعام دینا چاہیے، زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: ہمارے پاس اس کو دینے کے لیے زیورات کے علاوہ کچھ نہیں چلو ہم اسے بطور انعام زیور ہی دے دیتے ہیں۔

دونوں بہنوں نے اپنے ہاتھوں کے کڑے اتارے اور اس شخص کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم معذرت چاہتی ہیں ہمارے پاس اس سے زیادہ دینے کے لیے کچھ نہیں، آپ نے ہماری بہت خدمت کی یہ ہماری طرف سے بطور انعام قبول کر لیجیے۔ اس شخص نے روتے ہوئے یہ جواب دیا: اللہ کی قسم! میں نے کسی دنیاوی غرض کے لیے یہ خدمات سرانجام نہیں دیں بلکہ میں نے تو محض اللہ کی رضاء کے لیے یہ خدمت سرانجام دی ہے۔ تمھاری خدمت کرنا ہم مسلمانوں کا فرض ہے کیونکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہو۔ یہ کہتے ہوئے اس نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنگن دونوں سیدات زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیئے کہ میں تو اہل بیت کا ادنیٰ سا خادم ہوں، میرے لیے بس دعاء کریں۔ مسجد نبوی کی زیارت کے بعد وہ دمشق واپس چلا گیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کربلا میں اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے شہید دو بیٹوں کو دفن کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچیں۔ بیٹوں کے والد عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ میں شہادت کی خبر صبر وتحمل سے سنی اور اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو تسلیم ورضاء سے قبول کیا۔

جب سیدنا حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے بیٹوں اور دیگر اہل بیت کی کربلا میں شہادت کے بارے میں مدینہ منورہ میں خبر پہنچی تو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے رشتہ دار تعزیت کے لیے ان کے پاس آنے شروع ہوئے آپ نے صبر تحمل اور تسلیم ورضاء کا دامن تھامے رکھا اور اللہ کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اگر کسی نے واویلا کیا تو اسے سختی سے منع کر دیا۔

اس موقع پر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے بیٹوں کے ہمراہ میدان کربلا میں ہوتا تو بھی اسی منزل کا راہی ہوتا۔

زینب رضی اللہ عنہا اور علم

سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما بڑی عالمہ فاضلہ خاتون تھیں، انھیں محدثہ ہونے کا شرف حاصل تھا، انھوں نے احادیث رسول علیہ الصلاۃ والسلام کو روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور اسی طرح انھوں نے اپنے خاوند کی والدہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث روایت کی، ان کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام طہمان یا ذکوان رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث روایت کی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے بہت سے علماء، فقہاء اور تابعینؒ نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا جن میں سے محمد بن عمرو، عطا بن سائب نے اور عورتوں میں سے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ تابعین کے دور میں بڑی مشہور ومعروف عالمہ فاضلہ خاتون تھیں اور انھوں نے خواتین کی تاریخ میں بڑا بلند مقام حاصل کیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے ایک یہ روایت منقول ہے۔

((اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ الصَّدَقَةَ لاتَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلا لِآلِ مُحَمَّدٍ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ)) ①

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لیے جائز نہیں اور قوم کا غلام بھی انہی میں سے ہے۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ایک زریں قول ہے جسے انسان کو اپنے پلے باندھ لینا چاہیے۔ فرماتی ہیں:

جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی مخلوق اس کی اللہ کے حضور سفارشی بنے اسے چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے کیونکہ وہ اس پر قادر ہے۔ اور اللہ سے شرماتا رہے کیونکہ وہ اس کے قریب ہے اور اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ہر دم اللہ کی تعریف کرتا رہے، کیا اس نے یہ بات نہیں سنی:

((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ))

''اللہ نے سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔''

اللہ کے عذاب نجات حاصل کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہر دم اس کی تعریف ہی کرتا رہے۔

نیک اور ہمیشہ رہنے والوں کے ساتھ

سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا نے خانہ نبوی کی خواتین میں سے خاص طور پر اور صحابہ کرام کی خواتین میں سے عام طور پر بڑی یادیں باقی چھوڑیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں برکت عطا کی۔

علمائے نسب نے بیان کیا ہے کہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کی اولاد مختلف شہروں میں آباد ہوئی اور انھوں نے ہر جگہ شہرت پائی اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کی اولاد میں بہت سی خوبیاں پائی جاتی تھیں۔

① ایک ان کی خوبی یہ تھی کہ وہ آل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے تھے۔

② دوسری خوبی یہ تھی کہ ان کے اہل بیت ہونے پر سب کا اتفاق تھا۔

---

① صحیح مسلم کتاب الذکاۃ باب ترک الستعمال ال النبی ﷺ رقم الحدیث (۱۰۷۲)، سنن النسائی کتاب الذکاۃ باب استعمال آل النبی ﷺ علی الصدقۃ رقم الحدیث (۲۶۰۹)، ابوداؤد رقم الحدیث (د۲۹۸۵)، مسند احمد رقم الحدیث (۱۶۸۲۳)، تاریخ مدینۃ دمشق (تراجم النساء ص:۱۲۰)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ تیسری خوبی یہ تھی کہ ان کی اصل بنو ہاشم سے تھی کیونکہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما ہاشمی تھے۔

④ چوتھی خوبی یہ تھی کہ ان پر صدقے کا مال حرام تھا کیونکہ وہ آل نبی علیہ السلام میں سے تھے۔

یہ ایسی خصوصیات تھیں جن کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ بہت سے شعراء نے اسی فضیلت وحیثیت کی وجہ سے ان کا تذکرہ اپنے اشعار میں کیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اپنے دونوں بیٹوں عون اور محمد کی شہادت کے بعد تقریباً ایک سال تک زندہ رہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں زندہ تھے وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا خانہ نبوی میں مرجع علم کی حیثیت اختیار کر چکی تھیں، تاریخی دستاویز سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ۶۲ ہجری میں فوت ہوئیں اور انھیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ انھیں مصر میں دفن کیا گیا ہے بعض کا خیال ہے کہ انھیں شام میں دفن کیا گیا۔

علی مبارک اپنی کتاب الخطط التوفی فيقية میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ سیدہ زینب قاہرہ کے اس محلّہ میں مدفون ہیں جو ان کے نام کی طرف منسوب ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا کبھی اپنی زندگی میں مصر گئی ہی نہیں اور نہ ہی وفات کے بعد انھیں وہاں لے جایا گیا، تاریخ میں کہیں اس کا حوالہ نہیں ہے۔

درست بات یہی ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہیں ان کو دفن کیا گیا۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اگر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آخری ایام میں مدینہ منورہ چھوڑ کر کسی دوسرے شہر گئی ہوتیں تو تاریخ میں اس کا ذکر ضرور ملتا۔ دل کو یہی بات درست معلوم ہوتی ہے کہ سیدہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ ہی میں رہیں اور یہیں ان کی وفات ہوئی اور مدینہ منورہ ہی میں انھیں دفن کیا گیا اور ان کی دلی خواہش بھی یہی تھی کہ مجھے خواتین اہل بیت کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين

وصلى الله على النبى محمد وعلى آله و اصحابه وسلم

❁❁❁

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20

خواتین اہل بیت

سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ نواسی کی پُرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا

- سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی حقیقی بہن، ان کے بڑے فضائل ومناقب ہیں غزوہ بدر میں ان کے نانا، والد اور خاوند حاضر تھے۔
- وہ احتیاط، رائے، ذہانت، فضل وشرف اور عزت وتوقیر کے حوالے سے نابغہ روزگار تھیں۔
- ان کے اپنے خاوند سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑے اثر انگیز واقعات مشہور ومعروف ہیں۔
- ان کے بیٹے زید بن عمر کہا کرتے تھے کہ میرے ابا جان بھی خلیفۃ المسلمین تھے اور میرے نانا جان بھی خلیفۃ المسلمین تھے۔
- سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور اس کا بیٹا ایک ہی دن فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خوشبودار پاکیزہ سیرت

وہ گھڑیاں کتنی سہانی ہوتی ہیں جو ہم خانہ نبویؐ کے آنگن میں گزارتے ہیں۔ ان مبارک لمحات میں اس مبارک گھرانے کی عظیم المرتبت شخصیات کی سیرت کی مہک سے ہم مانوس ہوتے ہیں۔ بلاشبہ اس گھرانے کا ہر فرد ہی عظیم الشان ہے، ہم ان سے دین و دنیا کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

آج ہم اہل بیت کی ایک جلیل القدر خاتون کی سیرت قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس عظیم المرتبت خاتون نے حمد و ثناء کی دنیا میں عمدہ یادیں چھوڑیں اور انھوں نے عہد نبوی اور عہدہ خلافت راشدہ میں تاریخ کے اوراق میں سنہرے باب رقم کیے۔ جب ہم اس خاتون کی شخصیت جاننے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے خاوند خلیفۃ المسلمین ہے، ان کے والد خلیفۃ المسلمین ہیں، ان کے نانا سید الاولین والاخرین ہیں، ان کی والدہ سیدۃ نساء العالمین ہیں اور یہ خود تقوی وطہارت کی پیکر ہیں۔

معزز قارئین کرام! کیا خیال ہے ہم اس معزز سیدہ جلیل القدر اور عظیم المرتبت خاتون کی مہکتی ہوئی سیرت بیان کرتے ہوئے اپنے لیے مسرت و شادمانی کا سامان مہیا کریں۔

یہ عظیم المرتبت خاتون سیدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب الھاشمیہ القرشیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ [1] یہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بچوں سیدنا حسن، حسین اور زینب رضی اللہ عنہما کی حقیقی بہن

---

[1] البدایة والنهایة (٧/ ١٣١، ١٣٦، ١٣٩)، (٨/ ٨٦)، نسب قریش (ص:٣٤٩)، طبقات ابن سعد (٨/ ٤٦٣، ٤٦٤)، اسیر والمغازی (ص:٢٤، ٢٥٠)، المعارف (ص:١٤٣، ١٨٥، ٢١٠، ٢١١)، العقد القرید (٤/ ٣٦٥)، (٦/ ٩٠)، المرفة والتاریخ (١/ ٢١٤، ٢٦١)، تهذیب الاسماء واللغات (٢/ ٣٦٥)، سیر اعلام النبلاء (٣/ ٥٠٠، ٥٠٢)، الاستیعاب (٤/ ٤٦٧، ٤٦٩)، الاصابة (٤/ ٤٦٨، ٤٦٩)، اسدالغابة (٦/ ٣٨٧)، الکامل فی التاریخ (٢/ ٥٣٧)، (٣/ ٥٤، ٩٩، ٢٠٦، ٣٩١)"(٤/ ١٢)، نساء من عصر التابعین (١/ ١٣١، ١٥٧)، تاریخ الاسلام (ص:٩١٣٧، مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لا بن الجوزی (ص:٨٤، ٨٥)، ربیع الابرار (٥/ ٣٠٤)، تاریخ الطبری ←

www.KitaboSunnat.com

ہے، ان کی والدہ کا نام سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہے اور ان کی نانی ام المومنین سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا نے عہد نبوت کے آخری دنوں میں جنم لیا۔ ان کی مدینہ منورہ میں اپنے نانا جان حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ولادت باسعادت ہوئی، اس نومولود کی آمد سے خانہ نبوی کے ہر فرد نے خوشی کا اظہار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام اس کی خالہ کے نام پر ام کلثوم رکھا۔ ام کلثوم نے اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی سعادت حاصل کی لیکن بچپنے کی وجہ سے آپ سے کوئی حدیث بیان نہیں کی، چونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس وقت ام کلثوم کی عمر صرف پانچ سال تھی، جس سال ان کے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ فوت ہوئے اسی سال ان کی والدہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنے والد محترم سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں پرورش پائی اور ان کے صاف ستھرے ادبی چشمے سے سیراب ہونے کی سعادت حاصل کی اور انھیں سے اخلاق اور زہد و تقویٰ کی خوشہ چینی کی، جس کی بنا پر یہ احتیاط، رائے اور ذہانت کے اعتبار سے نابغہ روزگار کہلائیں۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنے معزز خاندان کے ساتھ زندگی بسر کی، ان کے دونوں بھائی سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما ان کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔

اسی طرح ازواج مطہرات نے بھی ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہما کی بڑے لاڈ پیار سے پرورش کی یہاں تک کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی ان دونوں بیٹیوں کی شادی کر دی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ان کے چچا کے بیٹے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے کی جو سخاوت کے میدان میں بڑے مشہور و معروف تھے۔ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کی، اس شادی کا تذکرہ مستند تاریخی کتابوں میں مذکور ہے۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو خواتین اہل بیت میں بڑا اہم مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ اس خاندان سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلودگی کو دور کر دیا تھا اور اسے اچھی طرح پاک کر دیا تھا۔

← تاریخ الطبری (۲/ ۴۹۲)، (۴/ ۵۶، ۶۰)، درالسحابة (ص:۵۴۹)، مجمع الزوائد (۹/ ۱۷۳)، مستدرك حاكم (۳/ ۱۴۲)، السمط الثمين (ص:۱۹۲، ۱۹۴)، الاخبار الطول (ص:۲۱۴)، مختصر تاريخ دمشق (۹/ ۱۵۹)، المنمق (ص:۳۰۱، ۳۱۲، ۴۲۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب

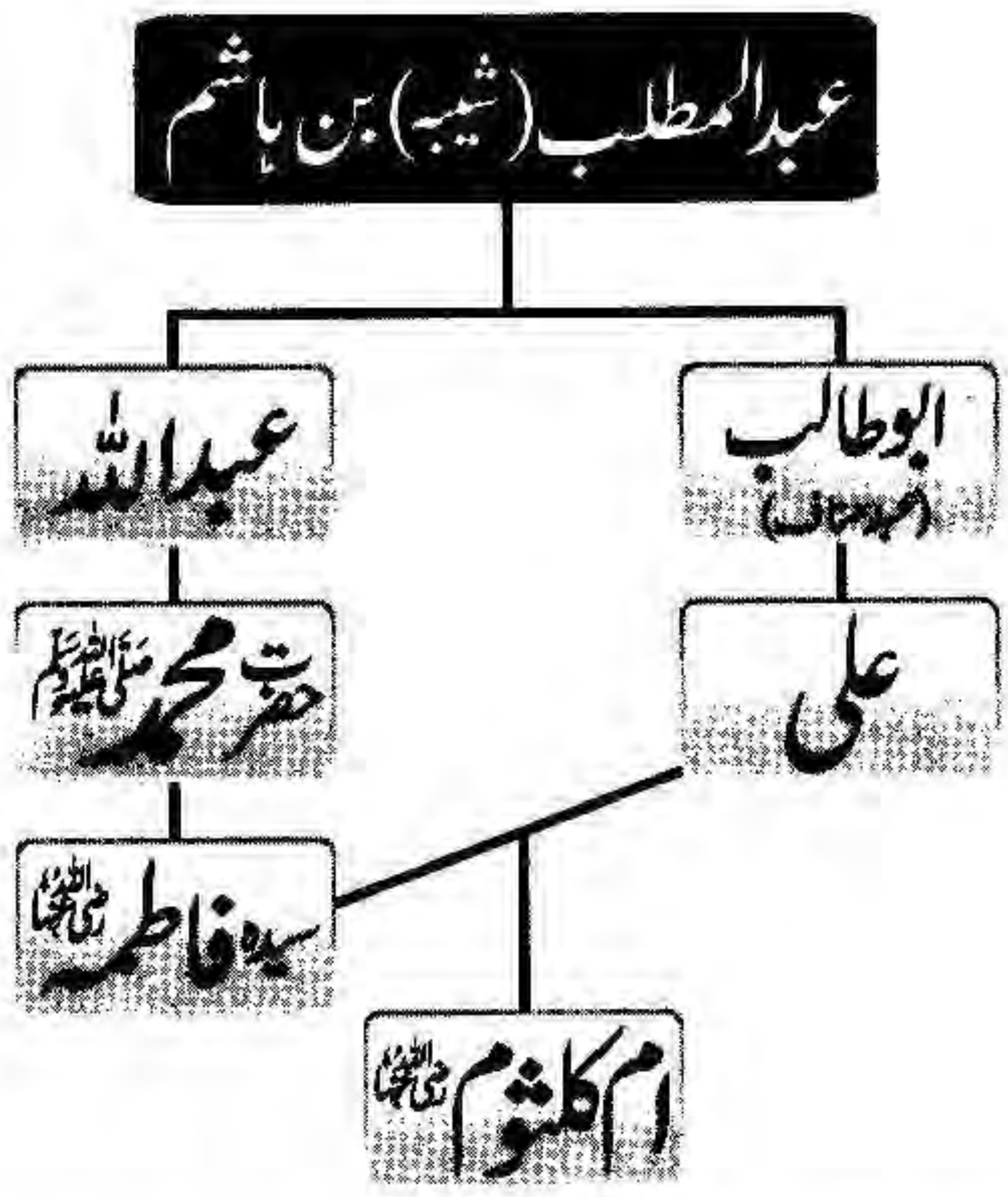

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی نواسی یعنی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔

سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کے ازواج واولاد

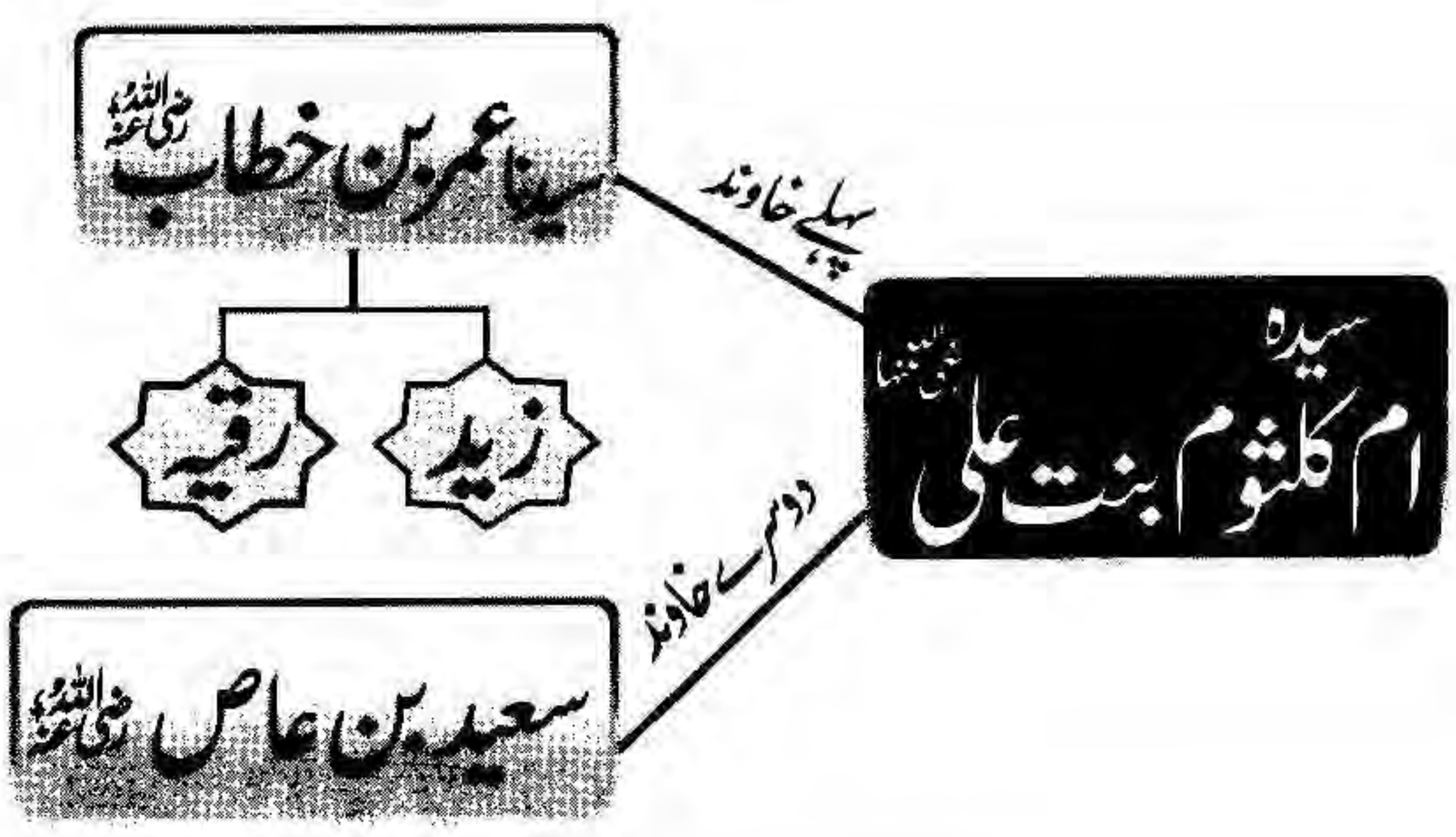

بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن جعفر نے سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے شادی کر لی۔ جو کہ ان کی بہن زینب بنت علی رضی اللہ عنہما کو طلاق دے چکے تھے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر المومنین کی بیوی

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی سے پہلے ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خانہ نبوی میں مقام و مرتبے کی وضاحت کریں گے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتی ہیں:

((زَيِّنُوا مَجَالِسَكُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ وَبِذِكْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ)) ①

''اپنی محفلوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے تذکرے سے آراستہ کرو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

((اَكْثِرُوا ذِكْرَ عُمَرَ فَإِنَّ عُمَرَ إِذَا ذُكِرَ ذُكِرَ الْعَدْلُ وَإِذَا ذُكِرَ الْعَدْلُ ذُكِرَ اللّٰهُ)) ②

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کثرت سے کیا کرو کیونکہ جب عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو عدل کا ذکر کیا جاتا ہے اور جب عدل کا ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ کی یاد آتی ہے۔''

ام المومنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتی ہیں:

((عَلِيٌّ اَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ)) ③

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے بڑھ کر سنت کے عالم ہیں''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

((عَقِمَ النِّسَاءُ اَنْ يَّأْتِيْنَ بِمِثْلِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ رَئِيْسًا يُوْزَنُ بِهٖ)) ④

''عورتیں امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جیسا سپوت پیدا کرنے سے بانجھ ہو

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۹/ ۲۲)۔

② حوالہ سابق۔

③ مختصر تاریخ دمشق (۱۸/ ۲۶)۔

④ مختصر تاریخ دمشق (۱۸/ ۴۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئیں، اللہ کی قسم! میں نے ان جیسا نہ کوئی سردار دیکھا اور نہ سنا۔''

لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا رائے ہے۔ اس بارے میں حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے دل میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کس قدر عزت تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ وہ اکثر و بیشتر ایک چادر اپنے جسم پر لپیٹے رہتے ہیں ان سے پوچھا گیا: امیر المؤمنین! آپ زیادہ تر یہ چادر کیوں پہنے رہتے ہیں؟ تو انھوں نے یہ ارشاد فرمایا:

((اِنَّهٗ كَسَانِيْهِ خَلِيْلِيْ، وَصَفِيِّيْ وَصَدِيْقِيْ، وَخَاصَّتِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ عُمَرَ نَاصَحَ اللّٰهِ فَنَصَحَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ بَكٰى)) [1]

''میرے خلیل، مخلص، دوست اور جگری رفیق عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ پہنائی ہے بلاشبہ عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ سے خیر خواہی کی اور اللہ نے اسکی خیر خواہی کی، پھر رو پڑے۔''

یہ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں رائے تھی اور اسی طرح کی رائے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں رکھتے تھے لہٰذا دونوں ایک دوسرے کی تعریف میں رطب اللسان رہتے، دونوں ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی سے پیش آتے، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عورتوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عورتیں تین طرح کی ہوتی ہیں:

1. پاک دامن، مسلمان، نرم طبیعت، محبت کرنیوالی، بچوں کو جنم دینے والی، یہ زمانہ بھر اپنے خاندان کی مدد کرتیں اور اس کی بہی خواہ رہتی ہیں۔ ایسی عورت بہت کم تمھارے دیکھنے میں آئے گی۔
2. اولاد کی نگران بس اس کے علاوہ اسے کسی اور کام سے کوئی غرض نہیں۔
3. گلے کا طوق۔ اللہ جس کے گلے میں ڈالنا چاہے ڈال دے اور جس کے گلے سے اتارنا چاہے اتار دے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب بے شمار خوبیوں کی سنگم، قابل ستائش اور معزز خاندان کی چشم و

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۱۹/ ۱۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چراغ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوچا تو وہ اس سلسلے میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے نہایت عمدہ انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کرلیا کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا تھا، آپ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي)) ①

قیامت کے دن ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور نسب کے۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تو انھوں نے فرمایا: امیر المؤمنین! آپ جانتے ہیں کہ میں نے اپنی ایک بیٹی کی شادی اپنے بھائی کے بیٹے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے کی ہے اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا ابھی چھوٹی ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے اپنا نسبی تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں، میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں میں ہر طرح سے خیال رکھوں گا۔ جب تک آپ کہیں گے انتظار کروں گا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے شادی کرنے کی ہاں کر دی اور اس کے بعد شادی کا اہتمام کیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مطالبے کے بر آنے پر خوشی کا اظہار کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں برکت کی دعاء کی۔ ②

بابرکت شادی اور خانہ عمری رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ماہ ذی القعدہ ۱۷ ہجری کو ہوئی۔ امام المورخین علامہ محمد بن جریر الطبری اور علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے شادی کی تاریخ یہی بیان کی ہے۔

---

① مستدرك حاكم (۳/ ۱۴۲)، طبقات ابن سعد (۸۱، ۴۶۳)، مجمع الزوائد (۹/ ۱۷۳)، تاريخ الاسلام للذهبی عهد معاوية (ص:۱۳۷)۔

② طبقات ابن سعد (۸/ ۴۶۳، ۴۶۴)، السمط الثمين (ص:۱۹۲)، الاستيعاب (۴/ ۴۶۸)، اعلام النساء (۴/ ۲۵۶)، مختصر تاريخ دمشق (۹/ ۱۵۹، ۱۶۰)، تاريخ الطبری (۲/ ۵۶۴)، اسد الغابة (۶/ ۳۸۷)، العقد الفريد (۶/ ۹۰)، نسائی من عصر التابعين (۱/ ۱۴۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تعلق اس پاکیزہ خاندان سے قائم ہوا جس سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلودگی کو دور کر دیا تھا اور اسے اچھی طرح پاک کر دیا تھا۔

شادی کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں منبر کے پاس تشریف لائے، یہ وہ جگہ تھی جہاں مہاجرین اور پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھا کرتے تھے۔ ان میں سے سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا زبیر بن عوام، سیدنا طلحہ بن عبید اللہ اور سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کے نام قابل ذکر ہیں۔ یہ سبھی وہ ہستیاں ہیں جنہیں زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دنیا کے کسی کونے سے کوئی خبر آتی تو وہ ان حضرات کو ضرور سناتے گویا کہ یہ جلیل القدر شخصیات پر مشتمل مجلس شوریٰ تھی ان سے آپ مشورہ لیتے اور آئندہ کے لیے لائحہ عمل تیار کرتے۔

ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے جماعت مہاجرین اور میرے مخلص ساتھیو! مجھے مبارک باد دو۔

سبھی نے کہا: اے امیر المؤمنین! کس کی بات کی؟

فرمایا: میں نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے۔ اور پھر یہ کہا کہ میں نے حبیب کبریا علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان مبارک سے یہ سنا تھا، آپ نے فرمایا:

((كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا خَلاَ سَبَبِيْ وَنَسَبِيْ وَكُلُّ وَلَدٍ فَإِنَّ عَصَبَتَهُمْ لِأَبِيهِمْ مَا خَلاَ وَلَدَ فَاطِمَةَ فَإِنِّيْ أَنَا أَبُوهُمْ وَعَصَبَتُهُمْ)) ①

''ہر سبب اور نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور نسب سے۔ ہر بچہ اپنے باپ کا عصبہ ہوتا ہے علاوہ فاطمہ کی اولاد کے، میں ان کا باپ اور عصبہ ہوں۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں عرصہ دراز

① در السحابة (ص:٥٤٩)، كنز العمال (١٣/ ٦٢٤)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے رہنے کا اعزاز حاصل ہے لیکن میری دلی خواہش تھی کہ میرا آپ کے ساتھ خاندانی تعلق و رشتہ قائم ہو جائے، لہٰذا اس رشتے سے میری یہ دلی خواہش بھی پوری ہو گئی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور حق مہر چالیس ہزار درہم ادا کیا۔

ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا جس کا نام زید بن عمر رکھا گیا اور زید الاکبر کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے بعد ایک بچی نے جنم لیا جس کا نام رقیہ بنت عمر رکھا گیا۔ ان دونوں بچوں نے خلافت راشدہ اور بنو امیہ کے دور میں بڑی شہرت پائی۔

معزز بیوی

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں بڑا اہم مقام و مرتبہ حاصل تھا، وہ انھیں بڑی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اس کی وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نسبی تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے قائم ہوا جس کے علاوہ قیامت کے دن سب رابطے منقطع ہو جائیں گے۔

یہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھی، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبہ کو بھلا کون پا سکتا ہے!؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ان کی خوش دامن ساس بنی اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے سسر بنے۔

خلفائے راشدین کی تاریخ میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تمام بیگمات سے بہتر ثابت ہوئیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کی زندگی نہایت خوشگوار انداز میں گزری کیونکہ وہ خاندان نبوت کی چشم و چراغ تھیں اور ان کی شہرت آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی تھی۔

وہ خواتین عالم کی سردار سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں اور وہ فضل و شرف کے لحاظ سے ساری دنیا کی عورتوں کی سردار سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی نواسی تھیں۔ اس لیے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا فضل و شرف، جود و سخا اور اعلیٰ و ارفع اخلاقیات میں اپنی والدہ اور نانی کی تصویر تھیں۔

وہ داستان جو مستند تاریخی دستاویز میں مذکور ہے جس میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ایک دیہاتی عورت کی دیکھ بھال کے لیے رات کی تاریکی میں اپنے خاوند سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بٹایا تھا، یہ داستان ان کی شرافت، ہمدردی، حوصلے اور اعلیٰ ظرفی پر دلالت کرتی ہے۔

اب ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی اس دیہاتی عورت کے ساتھ داستان بیان کرتے ہیں۔ جسے رات کے وقت دردزہ شروع ہو گئی تھی اور اس کا علم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ میں رات کے وقت گشت کرنے کی وجہ سے ہوا تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک رات رعایا کے حالات معلوم کرنے کے لیے مدینہ منورہ اور اس کے گرد و نواح میں گشت پر تھے تاکہ لوگوں کے حالات کا مشاہدہ کر سکیں اور ضرورت مندوں کی مدد کر سکیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کے باہر رات کی تاریکی میں ایک جھونپڑی نظر آئی انھیں یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ یہ جھونپڑی کیسی ہے؟ پھر صورت حال معلوم کرنے کے لیے اس کی طرف روانہ ہوئے قریب جا کر دیکھا کہ جھونپڑی کے باہر ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اور جھونپڑی کے اندر سے ایک عورت کے کراہنے کی آواز آ رہی ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جھونپڑی کے مزید قریب ہوئے اور کہا: اے عربی بھائی! السلام علیکم۔ اس شخص نے جواب میں وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟

اس شخص نے بڑے ہی غم ناک لہجے میں کہا: میں ایک دیہاتی ہوں، یہاں امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عطیہ لینے کے لیے آیا ہوں، ہم نے سنا ہے کہ وہ تمام لوگوں کی مدد کرتے ہیں، اس دوران جھونپڑی کے اندر سے کراہنے کی شدید آواز گونجی جو رات کی تاریکی میں ہر سو پھیل گئی اور اس نے رات کے سکون کو تہہ و بالا کر دیا تھا۔ یہ آواز سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شفقت اور ہمدردی نے جوش مارا اور آپ نے اس شخص سے پوچھا: میں یہ آواز کیسی سن رہا ہوں جس سے درد و الم کا اظہار ہو رہا ہے؟ آپ مجھے صورت حال سے آگاہ کریں اللہ آپ کا بھلا کرے۔

اس شخص نے مایوسی کے لہجے میں کہا: میرے عربی بھائی! اپنی راہ لیجیے، آپ جائیں پوچھ کر کیا لینا ہے، مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے محبت بھرے انداز میں پوچھا: میں آپ کا خیر خواہ ہوں، مجھے بتائیں اصل صورت حال کیا ہے؟

اس نے آہستہ سے بتایا: یہ میری بیوی ہے۔ یہ درد زہ سے کراہ رہی ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولے: کیا اس کی مدد کے لیے اس کے پاس کوئی عورت نہیں ہے؟

اس شخص نے بتایا کہ نہیں کوئی دوسری عورت نہیں، وہ بیچاری اکیلی ہے، ہم آج ہی رات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پہنچے ہیں، بس ہم دونوں یہاں ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر جلدی جلدی اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے گھر میں پہنچ کر اپنی وفادار بیوی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو جگایا اور ان سے کہا! اللہ کی نیک بندی! ایک نیکی کا کام ہے جو اللہ خود تیرے پاس لایا ہے۔

انھوں نے کہا: امیر المومنین کیا ہے؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مدینہ منورہ کے باہر ایک دیہاتی عورت دردزہ سے کراہ رہی ہے اور اس کے پاس کوئی دوسری عورت نہیں جو اس کی مدد کر سکے۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے بڑے ادب و احترام سے کہا: امیر المؤمنین! چشم ما روشن دل ماشاد، جیسے آپ کا حکم ہو میں بخوشی تیار ہوں۔

اگر آپ باہر جانے کی اجازت دیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ اس بیچاری کی مدد کی جائے اور ساتھ ہی فرمایا کہ اپنے ساتھ ضروری چیزیں بھی لے لیں جو ایسے مواقع پر ضروری ہوتی ہیں۔ کچھ کپڑے کے ٹکڑے اور گھی وغیرہ بھی لے لیں۔ جب سیدنا ام کلثوم رضی اللہ عنہا تیار ہو گئیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہنڈیا اور دانے وغیرہ مجھے پکڑا دیں۔ انھوں نے دونوں چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہنڈیا، گھی اور دانے اٹھائے اور جھونپڑی کی طرف چل دیئے، خاتون اول سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی ضروری چیزیں اٹھا کر پیچھے پیچھے چلنے لگیں۔ جب دونوں میاں بیوی جھونپڑی کے پاس پہنچے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کہا: جھونپڑی کے اندر چلی جائیں اور عورت کی مدد کریں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس دیہاتی آدمی کے پاس بیٹھ گئے اور چولہے پر ہنڈیا رکھ کر اس شخص سے کہا کہ آپ اس ہنڈیا کے نیچے آگ جلائیں یہاں تک کہ سالن تیار ہو گیا۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو اس عورت نے بیٹے کو جنم دیا اور اس لڑکے کے رونے نے صحراء کی خاموشی میں ایک ہلچل سی مچا دی۔

اتنے میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا جھونپڑی سے باہر نکلیں اور فرمایا: امیر المؤمنین! اپنے ساتھی کو خوشخبری سنا دیں، اس کے ہاں بیٹے نے جنم لیا ہے۔

جب اس شخص نے امیر المومنین کے لفظ سنے تو خوف سے کانپنے لگا۔ اس نے اس بات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بہت بڑا سمجھا کہ میری کٹیا پر امیر المومنین تشریف فرما ہیں، اسے بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص جو ہمارے لیے کھانا تیار کر رہا تھا یہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں۔ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہوئے اور شرماتے ہوئے تھوڑا سا پیچھے ہٹا پھر کپکپاتے ہوئے معذرت کرنے لگا کہ امیر المومنین! مجھے معاف کر دیجیے کہ آپ تشریف فرما ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا: گھبرانے کی کوئی بات نہیں، میرے عرب بھائی! یہ میری ذمے داری تھی جسے میں نے پورا کیا، آپ مطمئن رہیں۔ تو وہ شخص یہ باتیں سن کر اپنے دل میں سکون محسوس کرنے لگا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہنڈیا اٹھا کر جھونپڑی کے دروازے پر رکھ دی اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اپنی سہیلی کو خوب کھانا کھلائیں تاکہ وہ سیر ہو جائے۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے اس خاتون کو کھانا کھلایا، اس کی بڑی عزت و تکریم کی، پھر ہنڈیا جھونپڑی کے دروازے پر رکھ دی اور امیر المومنین سے کہا کہ خاتون خوب سیر ہو گئی ہیں اب اس کے ساتھی کو کھانا کھلا دیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس دیہاتی کے سامنے ہنڈیا رکھی اور فرمایا کہ کھانا کھاؤ اس نے کھانا کھایا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا اور دعاء دی۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دیہاتی آدمی، عورت اور بچے کی طرف سے مطمئن ہو گئے تو اپنی بیوی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو آواز دی کہ اب باہر آ جائیں گھر چلیں۔

پھر اس شخص سے کہا کہ جب صبح ہو تو میرے پاس آئیں ان شاء اللہ حسب توفیق تمھاری خدمت کی جائے گی۔ صبح ہوئی وہ شخص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اسے بڑی عزت سے بٹھایا اور خوب اس کا مالی تعاون کیا جس سے وہ بہت خوش ہوا اور اپنے اہل خانہ کی طرف واپس ہوا۔ [1]

خانہ عمریؓ پر یہ خاص اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی کہ اس میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وجود بہت غنیمت تھا۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اس تاریک رات میں ایک اجنبی عورت کی خدمت جس انداز سے کی یہ اسی کا امتیاز تھا۔

ایسے ہی واقعات سے خاندانی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

امیر المومنین اور خاتون اول کا یہ کارنامہ مسلمان حکمرانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

---

① البداية والنهاية (٧/ ١٣٦)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی زندگی کے درخشاں پہلو

سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں خوشگوار زندگی بسر کرتی رہیں، انھوں نے اپنی خانگی طرز معاشرت میں نہایت وسعت ظرفی اور سخاوت کا انداز اپنائے رکھا وہ ایک وفادار خاوند کی وفادار بیوی ثابت ہوئیں۔

باوجودیکہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا شادی کے وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت بہت تھوڑی عمر کی تھیں لیکن ان میں سوجھ بوجھ اور سلیقہ شعاری کمال درجے کی تھی۔ انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑی خوشگوار زندگی گزاری حالانکہ سبھی جانتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پُر آسائش زندگی بسر کرنے کے قابل نہیں تھے، ان کا دل بڑا نرم تھا اور وہ دل کے غنی تھے، اپنی محبت اور شفقت کے خزانے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر لٹاتے لیکن اس چیز کا پوری طرح خیال رکھتے کہ کہیں کسی پر زیادتی نہ ہو جائے یا کسی کا حق نہ مارا جائے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی معاملات پر نگاہ اس شخص کی طرح ہوتی جو حقیقت حال سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی بھی پوری طرح معرفت حاصل ہوتی ہے، ان کے شب و روز اسی حالت میں گزرتے، اسلام کے نظام عدل کے خلاف کوئی چیز ان کے دل میں راہ نہیں پا سکتی تھی، شفقت، ہمدردی، قرابت داری اور رحم دلی عدل کے تقاضوں کو پامال کرنے کا باعث نہیں بن سکتی تھی۔ ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عطیات کی تقسیم کے وقت ایک انصاری خاتون کو اپنی وفادار بیوی پر ترجیح دی۔

امام بخاری نے ابن شہاب سے، انھوں نے ثعلبہ سے اور انھوں نے ابو مالک کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کیں تو ایک عمدہ چادر باقی رہ گئی۔

آپ اس کے بارے میں سوچنے لگے۔ کسی نے کہا کہ یہ چادر آپ اپنی بیوی ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کو دے دیں تو فرمایا کہ میری نظر میں انصار بھائیوں کی خواتین میں ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ حق دار ہے، انھوں نے جنگ احد میں بڑی اہم خدمات سرانجام دیں۔ [1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس جلیل القدر خاتون کے کارنامے کو یاد رکھا جبکہ بہت سے لوگ اس قسم کی خدمات کو عموماً فراموش کر دیا کرتے ہیں لیکن نابغہ روزگار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کی قدر و قیمت کو اچھی طرح جانتے تھے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ذاتی طور پر پُر آسائش زندگی بسر کرنے کے قائل نہیں تھے اور یہی طرز عمل ان کا اپنی وفادار بیوی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ دنیا پر تعیش گزار کر اپنی آخرت کو خراب کیا جائے، وہ آخرت کی کامیابی ہی کو حقیقی کامیابی سمجھتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس چیز کی استطاعت رکھتے تھے کہ خود اچھا پہنیں اور اچھا کھائیں اور اپنی بیوی کو بھی اچھا پہنائیں اور اچھا کھلائیں کیونکہ ان کے مبارک دور میں ملک کے ملک فتح ہو رہے تھے، مال و دولت کی فراوانی تھی، مرکز اسلام مدینہ منورہ میں مال و دولت وافر مقدار میں تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس مال میں سے اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں لیتے تھے اور نہ اپنی بیوی کے لیے بلکہ دونوں میاں بیوی سادہ اور سستا لباس زیب تن کرتے اور سادہ اور معمولی کھانا تناول کرتے۔

امیر المومنین اور خاتون اول سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی دنیا سے یہ بے رغبتی آخرت میں کامیابی کے حصول کے لیے تھی۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ساریہ بن زنیم رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کا سپہ سالار تھا، اس کی قیادت میں بعض ایرانی شہر فتح ہوئے۔ جہاں سے لشکر اسلام کو بہت زیادہ مال ہاتھ لگا، اس مال میں موتیوں کی ایک ٹوکری بھی تھی، غنیمت کا جو مال مدینہ منورہ بھیجا گیا اس میں موتیوں کی ٹوکری بھی امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے بطور تحفہ بھیجی گئی، جب یہ مال موتیوں کی ٹوکری سمیت مدینہ منورہ پہنچا تو قاصد امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ لوگوں کو اجتماعی دستر خوان پر کھانا کھلا رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں ڈنڈا پکڑا ہوا تھا۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ساریہ کا نمائندہ دیکھا تو اسے کہا: بیٹھیے۔ وہ شخص بیٹھ گیا اور کھانا کھانے لگا۔ جب مسلمان کھانے سے فارغ ہو گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ شخص بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو اس شخص نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی۔ آپ کے سامنے روٹی، زیتون اور نمک رکھ دیا گیا۔ آپ نے اس شخص سے کہا: قریب آ جاؤ اور کھانا کھاؤ، وہ شخص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ایک جانب بیٹھ گیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو بھی کھانے کی دعوت دی، وہ فرمانے لگی: میں نے لباس بہت معمولی سا پہن رکھا ہے عبداللہ بن جعفر، زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم نے تو اپنی بیگمات کو بہت عمدہ لباس بنا کر دیئے ہیں۔ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ

---

① فتح الباری (٦/ ٩٢، ٩٣)، رقم الحدیث (٢٨٨١)، الاستیعاب (٤/ ٤٤٣)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے یہ کافی نہیں کہ تجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور امیر المومنین کی بیوی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہ سن کر خاموش ہو گئیں۔ امیر المومنین نے اس شخص سے کہا: قریب ہو جائیں اور کھانا کھائیں۔

جب کھانے سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا: امیر المؤمنین! میں ساریہ بن زنیم رضی اللہ عنہ کا نمائندہ ہوں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے خوش آمدید کہا، پھر اسے اور قریب کر لیا یہاں تک کہ اس کا گھٹنا امیر المومنین کے گھٹنے سے جا لگا پھر آپ نے اس سے مسلمانوں اور قائد لشکر اسلام ساریہ بن زنیم رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا۔ اس نے بتایا کہ اللہ نے بڑی مدد کی اور کئی شہر فتح ہو گئے پھر اس نے موتیوں سے بھری ہوئی ٹوکری پیش کی۔ آپ نے اسے لینے انکار کر دیا اور یہ حکم دیا کہ اسے لشکر اسلام کی طرف واپس لے جائیں یہ مجاہدین کا حق ہے جو انھیں ہی ملنا چاہیے۔ ①

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے موتیوں کی ٹوکری قبول نہ کی حالانکہ انھیں پتہ تھا کہ یہ مجاہدین کے مشورے سے ان کی طرف بطور تحفہ بھیجی گئی ہے یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بہت بڑا اور عمدہ کارنامہ ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے لکھا:

((كَانَ مُتَوَاضِعًا فِي اللّٰهِ، خَشِنَ الْعَيْشِ، خَشِنَ الْمَطْعَمِ، شَدِيدًا فِي ذَاتِ اللّٰهِ، يَرْقَعُ الثَّوْبَ بِالْأَدِيمِ، وَيَحْمِلُ الْقِرْبَةَ عَلَى كَتِفَيْهِ مَعَ عِظَمِ هَيْبَتِهِ، وَكَانَ قَلِيلَ الضِّحْكِ، لَا يُمَازِحُ أَحَدًا، وَكَانَ نَقْشُ خَاتَمِهِ كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا يَا عُمَرُ، وَكَانَ وَهُوَ خَلِيفَةٌ يَلْبَسُ جُبَّةً مَرْقُوعَةً بَعْضُهَا بِأَدَمٍ، وَيَطُوفُ بِالْأَسْوَاقِ عَلَى عَاتِقِهِ الدِّرَّةُ يُؤَدِّبُ بِهَا النَّاسَ)) ②

''وہ اللہ کے معاملے میں بڑے منکسر المزاج، سادہ زندگی بسر کرنے والے، سادہ کھانا کھانے والے، اللہ کے احکامات میں سخت، کپڑے کو چمڑے کا پیوند لگانے والے، بڑی ہیبت اور رعب کے باوجود اپنے کندھوں پر مشکیزہ اٹھانے والے تھے، بہت کم ہنستے تھے کسی سے مزاح بالکل نہیں کرتے تھے، ان کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا:

---

① البداية والنهاية (٧/ ١٣٠، ١٣١)، تاريخ الطبرى (٦/ ٥٥٧، ٥٥٨)، اعلام النساء (٤/ ٢٥، ٢٥٧)۔

② البداية والنهاية (٧/ ١٣٤)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا يَا عُمَرُ

''اے عمر موت بہت کافی واعظ ہے''

وہ خلیفہ تھے اور چمڑے کے پیوند لگا ہوا جبہ پہنتے تھے، بازاروں میں گشت کرتے تھے اور اپنے پاس کوڑا رکھتے تھے تا کہ لوگوں کو ادب سکھلائیں۔''

ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہا گیا کہ آپ اگر اچھا کھانا کھائیں تو اس سے آپ کے جسم میں جو توانائی پیدا ہوگی اس سے آپ مزید دین کی زیادہ خدمت سرانجام دے سکیں گے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے دونوں پیش رؤں کو جادۂ حق پر قائم و دائم دیکھا اور انہی کے نقش قدم پر میں نے چلنے کی پوری کوشش کی۔ میں ان جیسا تو نہیں ہوسکتا لیکن منزل پر پہنچنے کے لیے ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش تو کر سکتا ہوں۔

ملکہ روم کا تحفہ

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی سیرت کے حوالے سے بعض ایسے حیرت انگیز واقعات آنکھوں کے سامنے آتے ہیں کہ سننے والا انگشت بدنداں رہ جاتا ہے اور اپنی جگہ پر وہ کھڑا ہو کر حیران و پریشان فضا میں دیکھنے لگتا ہے جیسے کوئی عجوبہ معرض وجود میں آ گیا ہو۔ ان میں سے بعض واقعات کا تعلق تو براہ راست امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے اور جب ہم ان واقعات پر غور کرتے ہیں تو ہمارے دل میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی عظمت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ اخلاق عالیہ کی بلندیوں پر فائز ہیں۔

علامہ محمد بن جریر طبری نے بیان کیا کہ ایک دفعہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ملکۂ روم کو تحائف بھیجے جن میں عمدہ خوشبو اور پرس بھی تھے جس میں عورتیں اپنی ضرورت کی چیزیں محفوظ کر لیتی ہیں پھر یہ تحائف ڈاک کے ذریعے ہرقل کے ملک روم کی طرف روانہ کر دیئے، ڈاکیا تحائف لے کر ملکہ روم کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ تحائف وصول کر کے بہت خوش ہوئی اور اس نے اپنی کنیزوں اور دیگر خواتین کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا کہ یہ تحائف شاہ عرب کی بیوی اور ان کے نبی کی نواسی کی طرف سے آئے ہیں۔

پھر ملکہ نے ایک خط لکھنے کا حکم دیا جس میں ان تحائف کا شکریہ ادا کیا اور ایک نہایت قیمتی ہار بطور تحفہ بھیجا، ہار اتنا عمدہ اور قیمتی تھا جو ملکہ یا شہزادی کے پہننے کے لیے ہی بنایا جاتا ہے۔ واپسی ڈاک میں یہ تحائف مدینہ منورہ پہنچے۔ جب یہ ڈاک امیر المومنین سیدنا عمر بن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی اور انھوں نے وہ تحفہ دیکھا جو سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے لیے خاص تھا تو آپ نے اسے روک لیا اور مسجد نبوی میں جمع ہونے کے لیے اعلان کر دیا گیا۔ اعلان سن کر سبھی مسجد نبوی میں جمع ہو گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھائی پھر منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے: میرے مسلمان بھائیو! مجھے اس معاملے میں تمھارا مشورہ درکار ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ملکہ روم کو تحائف بھیجے جس کے جواب میں اس نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو قیمتی تحائف بھیجے، میں اس فکر میں ہوں کہ ان کا کیا کروں۔

سبھی نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں بادشاہ دوسرے بادشاہ کو تحائف بھیجا ہی کرتے ہیں یہ آپ کی بیوی کا حق ہے جو اسے ملنا چاہیے۔ سب کی بات سننے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ ان تحائف کو مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دیا جائے تاکہ اس سے تمام مسلمانوں کو فائدہ ہو۔

تحائف کو بیت المال میں شامل کرنے کے بعد امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حقیقت حال سے آگاہ کیا، انھوں نے بھی سن کر خوشی کا اظہار کیا اور امیر المومنین کے حق میں خیر و برکت کی دعا کی۔ [1]

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے آنسو

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے مجسمۂ عدل و انصاف سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے گھر خوشگوار زندگی بسر کی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کئی حوالوں سے اولیت حاصل تھی:

1. سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے امیر المومنین کے لقب سے پکارا گیا۔
2. سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے تاریخ لکھنے کا آغاز کیا۔
3. سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے لوگوں کو مستقل طور پر سارا رمضان تراویح کی نماز باجماعت پڑھنے کا حکم دیا۔
4. سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مدینہ منورہ میں گشت لگانا شروع کیا اور ادب سکھلانے کے لیے ہاتھ میں ڈنڈا (درّہ) پکڑا۔
5. سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے شراب نوشی کی سزا اسّی درے نافذ کی۔

---

[1] تاریخ الطبری (۲/ ۶۷۱)، اعلام النساء (۴/ ۲۵۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦ سب سے پہلے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور انھوں نے نئے شہر آباد کیے۔

٧ سب سے پہلے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکروں کے لیے چھاؤنیاں بنائیں۔

٨ سب سے پہلے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دفاتر قائم کیے لوگوں کے وظائف مقرر کیے اور عدالتی نظام قائم کیا۔

٩ سب سے پہلے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے غیر مسلموں پر ٹیکس لاگو کیا۔

غرضیکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کارنامے اتنے زیادہ ہیں کہ شمار نہیں کیے جا سکتے۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ان تاریخی اقدامات کے سائے میں زندگی بسر کی اور انھوں نے اس حقیقت کو پہچان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ذریعے اپنے دین کو غلبہ دیا۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے خلافت راشدہ کے آغاز میں بہت سے واقعات کا مشاہدہ کیا اور انھوں نے یہ دیکھا کہ زمین عدل اور امن وسکون سے بھر گئی ہے۔

۲۳ ہجری میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حج کیا، حج سے فارغ ہو کر وادی بطحاء میں پڑاؤ کیا اور وہاں اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کی: الٰہی! میں بوڑھا ہو چکا ہوں، جسمانی قوتیں کمزور ہو چکی ہیں، رعایا ہر سو پھیل چکی ہے، مجھے اندیشہ لاحق رہتا ہے کہ کہیں کوئی کوتاہی نہ ہو جائے، اللہ سے التجا کی کہ اب وہ اپنے فضل و کرم سے اپنے پاس بلا لے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں شہادت کی موت سے سرفراز فرمائے۔

جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ دعاء کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ، وَمَوْتًا فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ))

''الٰہی! میں تجھ سے تیرے راستے میں شہادت کی التجا کرتا ہوں اور تیرے رسول کے شہر میں مرنے کی تمنا کرتا ہوں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی دعاء کو قبول کیا اور دونوں خواہشیں ایک ساتھ پوری کر دیں۔ شہادت کی موت مدینہ منورہ میں میسر ہوئی، یہ انجام انھیں بڑا عزیز تھا لیکن اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین ہے جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا شخص آنسو بہاتا ہوا دکھائی دیا کیونکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں فتنوں کو ختم کر دیا تھا اور سنتوں کو زندہ کر دیا تھا، وہ صاف ستھرے لباس اور ہر قسم کے عیب سے پاک اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان کے باپ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے گھر لے گئے۔

جب عدت پوری ہو گئی انھیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی یادیں مسلسل آنے لگیں اور یہ ان کے عدل و انصاف پر مبنی فیصلوں کو بہت یاد کیا کرتی تھیں۔ اپنے بیٹے زید بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مطمئن ہوئیں کیونکہ وہ اپنے باپ کی ہو بہو تصویر دکھائی دیتا تھا، انھیں دیکھ کر ان کا غم قدرے ہلکا ہوتا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا نے جب عدت گزار لی تو سیدنا سعید بن العاص اموی قریشی رضی اللہ عنہ کی جانب سے نکاح کا پیغام آیا، یہ اپنے دور کے بہت بڑے سخی تھے اور بڑے جید عالم فاضل تھے۔ انھوں نے سخاوت کے میدان میں بڑی روشن یادیں چھوڑیں۔ سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے دور حکومت میں کوفے کا گورنر مقرر کر دیا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں مدینہ منورہ گورنر مقرر کیا۔ سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے سردار تھے اور بڑے مشہور و معروف سخی تھے، فصاحت و بلاغت میں ان کا کوئی جواب نہیں تھا، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے انھیں ان لوگوں میں شمار کیا جن کی کتابوں کو فصاحت و بلاغت کے لیے منتخب کیا گیا۔

سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی داڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی تھی، ان کی سیرت نہایت عمدہ تھی اور ان کا باطن بہت نفیس تھا۔ بڑے مہمان نواز اور اپنے ساتھیوں کے ہمدرد تھے۔ بڑے بردبار، باوقار اور دانشمند تھے، انھوں نے ایسی حکیمانہ باتیں کیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعی بڑے دانشور تھے اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ بات کرنے پر مکمل قدرت رکھتے تھے۔

جب سیدنا سعید بن العاص کی جانب سے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام ملا تو انھوں نے اپنے دونوں بھائیوں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے تو رضامندی کا اظہار کیا لیکن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اس رشتے سے راضی نہ تھے، انھوں نے صاف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر ابولؤلؤ فیروز نے جبکہ آپ محراب میں نماز پڑھا رہے تھے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ ① یہ ناہنجار شخص مجوسی تھا اور روم کا رہنے والا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ ایران کا باشندہ تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ روم کا باشندہ تھا۔ اس نے بدھ کے دن صبح کی نماز میں حملہ کیا، ذی الحجہ کا مہینہ تھا اور ۲۳ ہجری کا سال تھا ابولؤلؤ نے دو دھاری خنجر سے حملہ کیا تھا، متعدد وار کیے اور ان میں سے ایک وار ناف کے نچلے حصے پر کیا، آپ زمین پر گر پڑے۔ باقی نماز سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے پوری کرائی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو وہاں سے اٹھا کر گھر لایا گیا زخموں سے خون بہہ رہا تھا، طلوع آفتاب سے پہلے کبھی ان پر غشی طاری ہو جاتی اور کبھی ہوش آ جاتی پھر حاضرین نے آپ کو نماز یاد دلائی جب ہوش آتی تو فرماتے: ہاں! اسلام میں نماز کی بڑی اہمیت ہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کی پھر پوچھا قاتلانہ حملہ کرنے والا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولؤلؤ۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں کی جو اسلام کا دعوے دار ہو۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہو گئے اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے حجرہ نبویہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب میں دفن کیے گئے۔ اس حوالے سے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہے:

ثَلَاثَةٌ بَرَزُوْ بِسَبْقِهِمْ   نَصَرَهُمْ رَبُّهُمْ اِذَانْشَرُوْا
عَاشُوا بِلَا فُرْقَةٍ حَيَاتِهِمْ   وَاجْتَمَعُوْا فِي الْمَمَاتِ اِذَا قُبِرُوْا
فَلَيْسَ مِنْ مُسْلِمٍ لَهُ بَصَرٌ   يُنْكِرُ مِنْ فَضْلِهِمْ اِذَا ذُكِرُوْا ②

”تین شخصیات اپنی سبقت میں ظاہر ہوئیں جب وہ پھیلے تو رب نے ان کی مدد کی۔ انھوں نے اکٹھے زندگی بسر کی اور اکٹھے ہی ایک جگہ فوت ہونے کے بعد دفن ہوئے۔ جب ان کا تذکرہ کیا جائے تو کوئی ایسا مسلمان جو صاحب بصیرت ہے ان کے فضل وشرف کا انکار نہیں کر سکتا۔“

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی موت پر بڑا غم کیا، آپ کی وفات سے مسلمان بھی بڑے غمگین ہوئے، اس اندوہ ناک حادثے پر ہر دور نزدیک

① البداية والنهاية (۷/ ۱۳۷)۔

② ديوان حسان (ص:۳۸۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہہ دیا تھا کہ میری رائے ہے کہ آپ اس سے شادی نہ کریں لیکن ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے شادی کرنے کا وعدہ کرلیا اور اپنے بیٹے زید بن عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ شادی کا اہتمام کرے۔ سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم بطور حق مہر ادا کیا۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اکٹھا کیا جب سب لوگ جمع ہو گئے انھیں یہ خبر مل چکی تھی کہ اس شادی پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ راضی نہیں تو انھوں نے لوگوں سے کہا کہ میں نے تمھیں شادی کے لیے دعوت دی تھی آپ کی تشریف آوری کا شکریہ لیکن مجھے پتہ چلا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اس شادی سے راضی نہیں، میں نہیں چاہتا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھایا جائے، لہٰذا میں آپ سب کے سامنے یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں یہ شادی نہیں کروں گا اور جو میں نے ایک لاکھ درہم کی خطیر رقم بطور حق مہر ادا کی ہے میں وہ بھی واپس نہیں لیتا۔ ① یہ میری طرف سے اہل بیت کی خدمت میں نذرانہ ہے چونکہ اہل بیت کے ہم مسلمانوں پر بہت احسانات ہیں، میں دلی طور پر اہل بیت کا قدر دان اور شکر گزار ہوں پھر سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: میرے بیٹو: اگر اخلاقی قدروں پر قائم رہنا آسان ہوتا تو کمینے لوگ تم پر سبقت لے جاتے، اخلاقی قدروں کو ملحوظ خاطر رکھنا بڑا دشوار ہے جو اخلاقی قدروں کی اہمیت کو جانتا ہے وہی ان کو ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے اور یہ ہر کسی کے بس کا کام نہیں۔ ①

اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ

ابن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنے چچا کے بیٹے عون بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی۔ ①

شادی کی کہانی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ میری پھوپھی جان کے پاس ان کے دونوں بھائی حسن اور حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے۔ تینوں بہن بھائی بیٹھے شادی کے موضوع پر بات کر رہے تھے، اتنے میں میرے دادا جان سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنی لاٹھی کے سہارے وہاں تشریف لے آئے اور بیٹھ گئے اور بیٹھتے ہی انھوں نے ارشاد فرمایا: میرے بیٹو! مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے بہت پیار

---

① مختصر تاریخ دمشق (۹/ ۳۱۳)، البدایة والنهایة (۸/ ۸۶)، نوادر المحطوطات (۱/ ٦۰)، سیر اعلام النبلاء (۳/ ۴۴٦، ۴۴۷)، تاریخ الاسلام للذهبی عهد معاویة (ص:۳۳۷)۔ مختصر تاریخ دمشق (۹/ ۳۱۵، ۳۱٦)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اس کے بعد انھوں نے ارشاد فرمایا: بیٹی میری رائے ہے کہ آپ اپنی شادی کا معاملہ میرے سپرد کردیں، میں جہاں مناسب خیال کروں تیری شادی کر دوں گا۔

تینوں بہن بھائیوں کے مابین شادی کے موضوع پر پہلے بات ہو چکی تھی۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا: ابا جان! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن کچھ بیٹیوں کو بھی اسلام نے حق دیا ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چونکہ بڑے معاملہ فہم، دانا اور زیرک تھے سمجھ گئے کہ ضرور تینوں بہن بھائیوں کے درمیان اس موضوع پر کوئی بات طے پا گئی۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔ یہ کہہ کر جب اٹھنے لگے تو سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نے اپنے ابا جان کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ ہم آپ کے بغیر کس کام کے، آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر، بہنا! تم ابا جان سے یہی کہو۔ انھوں نے آگے بڑھ کر عرض کی: ابا جان! جو آپ فرمائیں وہی ہوگا۔ آپ بیٹھ گئے اور فرمایا: میں تیری شادی عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کر رہا ہوں وہ تیرے چچا کا بیٹا ہے۔ ②

شادی کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اپنے چچا کے بیٹے عون بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہیں یہاں تک کہ وہ تستر کی جنگ میں شہید ہو گئے اور ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی، عدت گزر جانے کے بعد ان کی شادی ان کے دوسرے بھائی محمد بن جعفر سے ہوئی، وہ بھی جام شہادت نوش کر گئے، یہاں بھی اس کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی، پھر ان کی شادی تیسرے بھائی عبد اللہ بن جعفر کے ساتھ ہوئی اور اسی کے ہاں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور یہاں بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

سیدہ ام کلثوم اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے دل میں بڑا احترام تھا۔ علامہ محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور انھیں بتایا کہ میں عمرہ کے لیے جا رہا ہوں میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اطاعت پر کار بند ہوں۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا چونکہ یہ جانتی تھیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سچے اور وفادار ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ٹھیک آپ خوشی سے تشریف لے جائیں۔ صبح ہوئی تو کسی نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ بڑی اندوہناک خبر ملی ہے آپ نے

① تاریخ الاسلام للذهبی (عهد معاویة: ص۱۴۷)۔

② تاریخ الاسلام (عهد معاویة ص۳۸)، نساء من عصر التابعین (۱/ ۱۵۲)، اسد الغابة (۶/ ۳۸۸)، سیر اعلام النبلاء (۳/ ۵۰۱، ۵۰۲)، اعلام النساء (۴/ ۲۵۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا وہ کیا؟ مخبر کہنے لگا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ کے خلاف بغاوت کی غرض سے شام کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنتے ہی بازار کا رخ کیا لوگوں کو جمع کیا انھیں صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اسی وقت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پیچھا کرو جہاں بھی ملے اسے پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو جب اس صورت حال کا پتہ چلا تو اس نے اپنی خچر منگوائی اس پر سوار ہو کر وہ بازار میں اس جگہ پہنچی جہاں اس کے ابا جان موجود تھے جا کر پہلے سلام عرض کی اور پھر کہا: ابا جان! یہ سب کچھ میں کیا دیکھ رہی ہوں؟ آپ کو کسی نے غلط خبر دی ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عمرے کی غرض سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے ہیں، میں ان کی ضمانت دیتی ہوں، وہ آپ کی خلافت کو تسلیم کرتے ہیں اور وہ بات کے سچے اور پکے ہیں۔ یہ بات سن کر سیدنا علی بن طالب رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: میری بیٹی خلاف واقعہ بات نہیں کہہ سکتی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی میرے نزدیک قابل اعتماد ہیں۔ یہ کسی نے بے پر کی اڑائی ہے کہ وہ بغاوت کی غرض سے شام کی طرف روانہ ہوئے ہیں سب اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ، لہٰذا سبھی لوگ واپس چلے گئے، اس طرح سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے بروقت پہنچ کر ایک غلط خبر کی بناء پر اٹھنے والے فتنے کو روک دیا۔ [1]

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان کے ابا جان کی شہادت

۴۰ ہجری میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں شہید کر دیا گیا۔ علامہ ابن جریر، دینوری، ابن کثیر اور ابن اثیر وغیرہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ تین خارجی ایک جگہ اکٹھے ہوئے، ان میں سے ایک عبد الرحمٰن بن عمرو تھا جو ابن ملجم کے نام سے مشہور تھا، دوسرا برک بن عبد اللہ تمیمی تھا اور تیسرا عمرو بن بکر تمیمی تھا۔ یہ جنگ نہروان سے ایک ماہ بعد کا واقعہ ہے، تینوں نے باہمی مشورے سے یہ طے کیا کہ اگر علی بن ابی طالب، معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم تینوں کو قتل کر دیا جائے تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے لہٰذا ابن ملجم نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی ذمے داری لی اور برک بن عبد اللہ تمیمی نے کہا کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو قتل کرنا میرے ذمے ہے اور عمرو بن بکر تمیمی نے کہا کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا میرے ذمے رہا۔ پھر انھوں نے یہ عہد کیا تینوں پر ایک ہی رات ایک ہی وقت میں قاتلانہ حملہ کیا جائے گا۔ ۴۰ ہجری کو رمضان کی ۱۷ تاریخ مقرر کی،

---

[1] تاریخ الطبری (۳/ ۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن ملجم یہ مقصد لے کر کوفہ پہنچا اس کی ملاقات ایک نہایت ہی حسین وجمیل عورت سے ہوئی جس کا نام قطام تھا، اس کا باپ اور بھائی جنگ نہروان میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیئے تھے۔ ابن ملجم نے اس عورت کو شادی کا پیغام دیا، اس نے کہا: میں اس شرط پر تم سے شادی کروں گی کہ تم تین لاکھ درہم حق مہر ادا کرو، ایک غلام اور ایک مغنیہ عورت مجھے مہیا کرو گے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قتل کرو گے اگر یہ شرائط منظور ہیں تو میں آپ کے ساتھ شادی کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس نے کہا: مجھے تیری تمام شرائط منظور ہیں جب طے شدہ رات آئی تو ابن ملجم نے اپنے گلے میں تلوار لٹکائی جو زہر میں بھگو رکھی تھی اور اس راستے میں منہ اندھیرے چھپ کر بیٹھ گیا جہاں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ صبح کی نماز پڑھانے کے لیے جایا کرتے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کیلئے گھر سے نکلے اور راستے میں حسب معمول یہ کہتے جا رہے تھے: اٹھو لوگو نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابن ملجم کے پاس سے گزرے تو اس نے اچانک آپ کے سر پر تلوار کا وار کر دیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ گر پڑے لوگ یکدم اکٹھے ہو گئے اور انھوں نے ابن ملجم کو پکڑ لیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں اٹھا کر گھر پہنچایا گیا، ابن ملجم کو بھی قابو کیا ہوا تھا، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا آنسو بہاتی ہوئی آئیں اور انھوں نے جب ابن ملجم کو دیکھا تو نفرت بھرے انداز میں کہا: ارے اللہ کے دشمن! تو نے امیر المومنین کو قتل کیا ہے۔ اس نانہجار نے کہا: میں تو انھیں امیر المومنین نہیں مانتا میں نے تو تیرے ابا جان کو قتل کیا ہے۔

انھوں نے روتے ہوئے کہا: میرے ابا جان کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے اس موقع پر ابن ملجم نے کہا کہ میں نے اپنی تلوار کو پورا ایک مہینہ زہر میں بھگوئے رکھا ہے اگر یہ اب بھی کام نہ دکھلاتی تو اس پر میں لعنت بھیجتا۔ تو نے اس پر کیا لعنت بھیجنی ہے تو تو خود ہی ملعون ہے۔

ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ ابن ملجم نے اس موقع پر یہ کہا کہ میں نے ایک ماہ تلوار کو زہر لگایا، خوف کو اپنے سے دور بھگایا، امید کا دامن تھامے رکھا اور میں نے ایسی کاری ضرب لگائی کہ اگر اہل عکاظ پر ضرب لگاتا تو سبھی کو قتل کر دیتا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔ کہ ابن ملجم نے کہا: میں نے اس تلوار کو ایک ہزار درہم میں خریدا، ایک ہزار دفعہ اسے زہر لگایا، اگر یہ تلوار مصر والوں پہ چلا دیتا تو انھیں تہہ تیغ کر دیتا، کوئی بھی ان سے باقی نہ بچتا۔ [1]

---

[1] اعلام النساء (۴/ ۲۵۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اسی دن اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

بلاشبہ اہل اسلام کے لیے بالعموم اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے لیے بالخصوص یہ مصیبت بہت بڑی تھی، ان کے خاوند اور ابا جان نماز فجر میں قتل کر دیئے گئے۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بہت روئیں اور اسی طرح امامہ بنت ابی العاص سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی بہت روئیں۔ یہ دونوں غم سے نڈھال تھیں۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور اس کے بیٹے زید رضی اللہ عنہ کی بہادری

زید بن عمر رضی اللہ عنہ کو شجاعت اپنے باپ سے ورثے میں ملی اور انھیں اپنی ماں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی طرف سے فصاحت و بلاغت اور جرأت ورثے میں ملی، تاریخ اور سوانح کی کتابوں میں لکھا ہے کہ زید بن عمر رضی اللہ عنہ نہایت ہی خوبصورت تھے، عادات بہت عمدہ تھیں، کسی پر ظلم ہوتا ہوا دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔

وہ اپنی اس بات پر فخر کیا کرتے تھے کہ میں دو خلیفوں یعنی سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کا بیٹا ہوں۔ ایک میرے ابا جان اور دوسرے میرے نانا جان۔ تاریخ، سیرت اور سوانح کی کتابوں میں ایک واقعہ منقول ہے جس سے سیدنا زید بن عمر رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا پتہ چلتا ہے۔

زید بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک وفد معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے ملنے کے لیے گیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو تخت پر اپنے پاس بٹھا لیا۔ زید رضی اللہ عنہ ان تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ مجلس میں بسر بن ارطاۃ عامری قرشی بھی موجود تھا۔

اس نے زید بن عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے نانا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بات کہی اور مذاق کے انداز میں انھیں مخاطب ہو کر کہا: ارے ابوتراب کے بیٹے!

یہ انداز دیکھ کر سیدنا زید بن عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا انھوں نے کہا ارے تم مجھے کچھ کہہ رہے ہو تجھے میرے نانا کے بارے میں میری موجودگی میں جرأت کیسے ہوئی اور ساتھ ہی لاٹھی سے اس پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا پھر اسے گردن سے پکڑ کر نیچے گرا لیا اور خود اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے اور کہنے لگے کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیٹا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نواسہ ہوں۔ اس طرح مجھے دو خلیفوں کا بیٹا ہونے کا شرف حاصل ہے اور ساتھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سب کچھ تمھاری وجہ سے ہوا۔ آج کے بعد ہم تیرے پاس نہیں آئیں گے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تخت سے اتر کر ان کے پاس آئے دونوں کو الگ کیا۔ بسر بن ارطاۃ سے کہا: کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کون ہے؟ اور کن عظیم ہستیوں کا چشم و چراغ ہے اور اسی طرح زید بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ پورے شام میں محترم شخصیت سمجھی جاتی ہے، جسے تو نے آج سر عام زخمی کر دیا۔ زید بن عمر رضی اللہ عنہ جانے لگے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں روک لیا، ان کے ماتھے کو چوما، انھیں راضی کیا اور انھیں کہا: تیرے والد محترم کی وجہ سے تو میں یہاں ہوں، ان کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں، تیرے ابا جان نے ہی تو مجھے یہاں کا گورنر بنایا تھا، میں نوعمر تھا ان سے ادب سیکھا۔ ان کے نقش قدم پر چلا، میں نے لوگوں پر قابو ہی ان کے تعاون کی وجہ سے پایا، پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زید بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک لاکھ درہم پیش کیے اور چار چار ہزار درہم وفد کے ہر فرد کی خدمت میں پیش کیے۔ وفد میں تقریباً بیس افراد تھے اور سیدنا زید بن عمر رضی اللہ عنہ کے جتنے کام بھی تھے پورے کیے۔ اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ارطاۃ کی بھی دلجوئی کی اور اس طرح دونوں کو خوش کر دیا۔

پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور و معروف یہ بات کہی:

((اِنِّی لَاَرْفَعُ نَفْسِیْ مِنْ اَنْ یَکُوْنَ ذَنْبٌ اَعْظَمَ مِنْ عَفْوِیْ، وَجَهْلٌ اَکْثَرَ مِنْ حِلْمِیْ اَوْعَوْرَةٌ اُوَارِیْهَا بِسِتْرِیْ اَوْاِسَاءَةٌ اَکْثَرَ مِنْ اِحْسَانِیْ)) [1]

”میں اپنی ذات کو بالا رکھتا ہوں کہ گناہ میرے درگزر سے بڑھ جائے، جہالت میری بردباری سے زیادہ ہو جائے یا عیب کو میں اپنے پردے سے چھپاؤں یا برائی میرے احسان سے زیادہ ہو جائے۔“

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات

تاریخ اور سوانح کی کتابوں میں مذکور ہے کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے زید بن عمر رضی اللہ عنہ ایک ہی دن فوت ہوئے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ جوانی میں فوت ہوئے، اس کی وجہ یہ بتائی

[1] تاریخ الطبری (۳/ ۲۶۷)، تاریخ الاسلام عهد معاویة رضی اللہ عنہ (ص:۵۸، ۵۹)، ربیع الابرار (۵/ ۳۰۴)، نساء من عصرا تابعین (۱/ ۱۵۵، ۱۵۶)، سیر اعلام النبلاء (۳/ ۵۰۲)، مختصر تاریخ دمشق (۹/ ۱۶۰)، الکامل لا بن الاثیر (۴/ ۱۲)، العقد الفرید (۴/ ۳۶۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا سلسلہ نسب

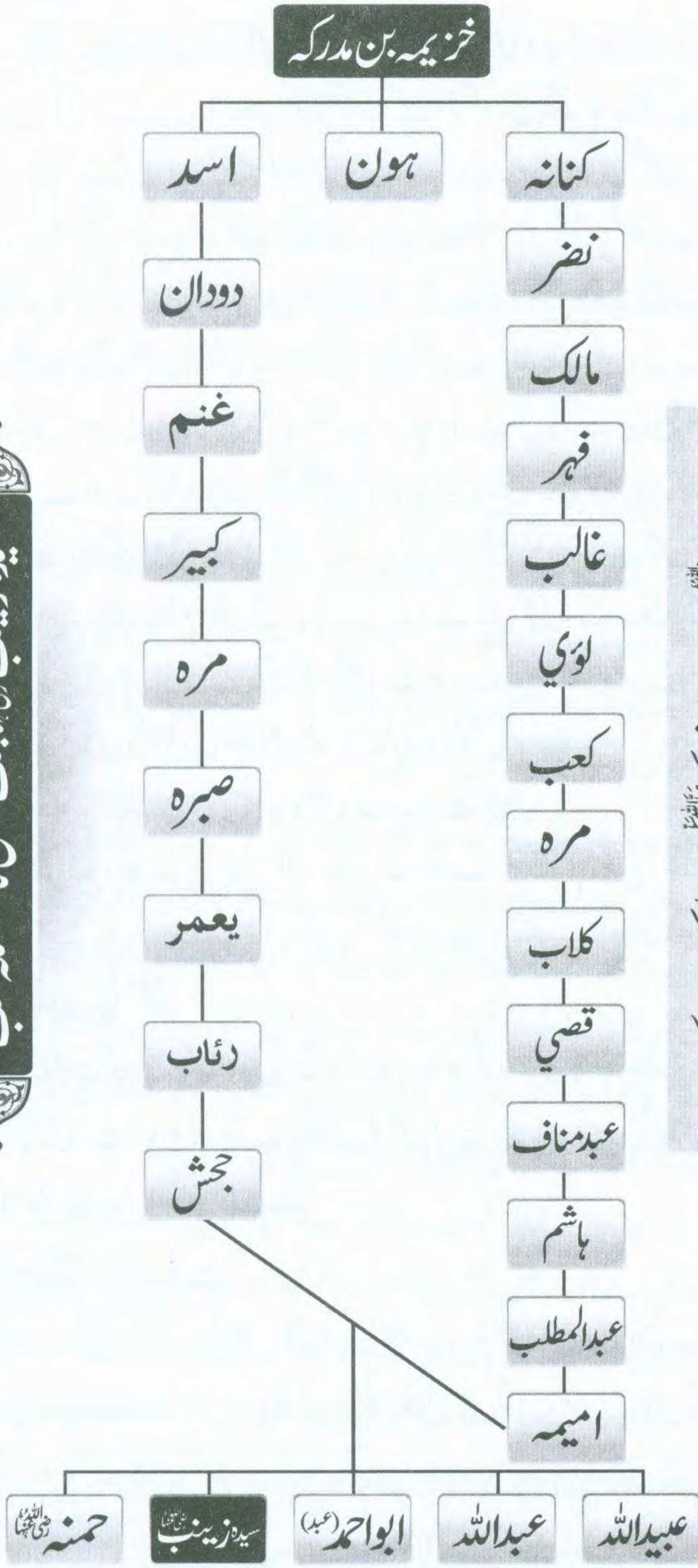

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر زینب رکھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے کہ ایک دفعہ بنی عدی میں رات کے وقت لڑائی ہوگئی، یہ مصالحت کی غرض سے ان کے پاس گئے تاکہ انھیں سمجھایا جائے، رات کی تاریکی میں کسی نے ان پر تلوار سے حملہ کر دیا اور یہ اپنے گھوڑے سے گر پڑے، لوگوں نے زید، زید کا شور مچا دیا۔ آپ سواری سے گرتے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ [1] بعض کہتے ہیں کہ آپ کی موت پتھر لگنے کی وجہ سے ہوئی۔ یہ اندوہناک خبر سن کر ان کی والدہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا روتی ہوئی وہاں پہنچیں۔ اتفاق دیکھئے کہ آج بھی فجر کا وقت تھا، غم سے نڈھال فرمانے لگیں: میرا خاوند عمر رضی اللہ عنہ، میرا باپ علی رضی اللہ عنہ اور میرا بیٹا زید بن عمر رضی اللہ عنہ تینوں نماز فجر کے وقت ہی قتل کیے گئے، غم کی شدت کی وجہ سے وہ بھی غش کھا کر گر پڑیں اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اس طرح دونوں ماں اور بیٹا ایک ہی دن فوت ہوئے۔ [2]

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور سیدنا زید بن عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ جنت البقیع کی طرف لے جایا گیا، جنازے کے آگے آگے عبداللہ بن عمر، حسن، حسین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اپنی بہن اور بھانجے کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اپنی والدہ اور بھائی کا جنازہ پڑھائیں۔ [3] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز جناہ پڑھائی، پہلے زید بن عمر رضی اللہ عنہ کی میت کو رکھا گیا، اس کے بعد ان کی والدہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی میت کو رکھا اور انھوں نے چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی اور سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما نے ان کی امامت میں نماز پڑھی۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ہوئی۔ ان کی موت سے تاریخ کا ایک باب بند ہو گیا لیکن انھوں نے بڑی خوشگوار یادیں چھوڑیں، اللہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے راضی ہو۔ انھیں اپنی رحمت میں جگہ دے اور انھیں جنت الفردوس کا وارث بنائے۔ (آمین) اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عَمَلاً صَالِحًا يُقَرِّبُنَا اِلَيْكَ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تُلهِمَنَا الصَّوَابَ وَتَجْعَلَ لَنَا مِن اَمْرِنَا رُشْدًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

---

[1] المنمق لا بن حبیب (ص:۳۰۹، ۳۱۲)۔

[2] المنمق (ص:۳۱۳)، اسد الغابة (۶/ ۳۸۷)۔

[3] مختصر تاریخ دمشق (۹/ ۱۶۲)، المنمق (ص:۳۱۲)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

۱۔ القرآن الكريم
۲۔ الجامع الصحیح للبخاری
۳۔ الصحیح لمسلم
۴۔ سنن ابی داوٗد
۵۔ سنن النسائی
۶۔ سنن الترمذی
۷۔ سنن ابن ماجه
۸۔ مسند الامام احمد
۹۔ مسند ابی یعلی الموصلی
۱۰۔ البداية والنهاية لابن كثير
۱۱۔ سير اعلام النبلاء للذهبی
۱۲۔ فضائل الصحابه للامام احمد بن حنبل
۱۳۔ طبقات ابن سعد
۱۴۔ اسد الغابة فی معرفة الصحابة لابن كثير
۱۵۔ مجمع الزوائد للهيثمی
۱۶۔ الاستيعاب لابن عبدالبر
۱۷۔ الاصابة فی تمييز الصحابة لابن حجر العسقلانی
۱۸۔ شفاء الغرام باخبار البلد الحرام للفاسی
۱۹۔ جامع الاصول لابن الاثير
۲۰۔ المحبر لابن حبيب
۲۱۔ جوامع السيرة النبوية لابن حزم الاندلسی
۲۲۔ زاد المعاد لابن قيم الجوزية
۲۳۔ عيون الاثر فی فنون المغازی والسير لابن سيد الناس
۲۴۔ انساب الاشراف للبلاذری
۲۵۔ تهذيب الاسماء واللغات للنووی
۲۶۔ تاريخ الاسلام للذهبی
۲۷۔ ازواج النبی للصالحی
۲۸۔ المواهب اللدنيه بالمنح المحمديه للقسطلانی
۲۹۔ درالسحابة فی مناقب القرابة والصحابة للشوكانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰۔ نسب قریش لمصعب الزبیری
۴۱۔ نہایۃ الارب لاحمد بن عبدالوھاب النویری
۴۲۔ مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر
۴۳۔ کنز العمال لعلاء الدین علی المتقی الھندی
۴۴۔ اعلام النسآء لعمر رضاء کحالہ
۴۵۔ صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی
۴۶۔ تفسیر القرطبی
۴۷۔ المستدرک للحاکم
۴۸۔ المعرفۃ والتاریخ للسوی
۴۹۔ اخبار مکہ للازرقی
۵۰۔ تلقیح فھوم الاثر فی عیون التاریخ والسیر لابن الجوزی
۵۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام
۵۲۔ السیرۃ الحلبیۃ لعلی بن برھان الدین الحلبی
۵۳۔ جلاء الافھام لابن قیم الجوزیہ
۵۴۔ الروض الانف للسھیلی
۵۵۔ دلائل النبوۃ للبیھقی
۵۶۔ جمھرۃ انساب العرب لابن حزم الاندلسی
۵۷۔ الکامل لابن اثیر
۵۸۔ السمط الثمین للمحب الطبری
۵۹۔ شذرات الذھب لابن العماد الحنبلی
۶۰۔ المجتبی من المجتنی لابن الجوزی
۶۱۔ المغازی للواقدی
۶۲۔ غرر التبیان فی من لم یسم فی القرآن لابن جماعۃ الحموی
۶۳۔ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء لابی نعیم الاصفھانی
۶۴۔ الزھد للامام احمد بن حنبل
۶۵۔ تھذیب التھذیب لابن حجر العسقلانی
۶۶۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی
۶۷۔ بلاغات النسآء للطیفور
۶۸۔ وفیات الاعیان لا بن خلکان
۶۹۔ العبر فی خبر من غبر للذھبی
۷۰۔ العقد الفرید لابن عبدالبر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۱۔ الوافی بالوفیات للصفدی
۷۲۔ مروج الذهب ومعاون الجوهر للمسعودی
۷۳۔ تقریب التهذیب لابن حجر للعسقلانی
۷۴۔ مفحمات الاقران للسیوطی
۷۵۔ تاریخ الامم والملوك لمحمد بن جریر الطبری
۷۶۔ فتوح البلدان للبلاذری
۷۷۔ حیاة الصحابة للکاندهلوی
۷۸۔ حجة الله علی العالمین لیوسف النبهانی
۷۹۔ نور الابصار
۸۰۔ وفاء الوفاء للسمهودی
۸۱۔ تاریخ الخمیس
۸۲۔ دیوان حسان بن ثابت
۸۳۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری لابن حجر العسقلانی
۸۴۔ الاسماء لمبهمة فی الاتباء المحکمة للخطیب البغدادی
۸۵۔ تحفة الاحوذی للمبارکفوری
۸۶۔ المعارف لابن قتیبه
۸۷۔ تاریخ الیعقوبی
۸۸۔ الفتوحات الربانیة
۸۹۔ الاعلام لخیر الدین الزرکلی
۹۰۔ الاوائل لابی هلال العسکری
۹۱۔ الاستبصار من نسب الصحابه من الانصار لابن قدامة المقدسی
۹۲۔ اسباب النزول عن الصحابه والمفسرین لعبد الفتاح القاضی
۹۲۔ تاریخ بغداد للخطیب البغدادی
۹۳۔ بهجة المجالس لابن عبدالبر
۹۴۔ ربیع الابرار ونصوص الاخبار للزمخشری
۹۵۔ الریاض النضرة فی مناقب العشرة للمحب الطبری
۹۶۔ ازواج النبی ﷺ واولاده لابی عبیدة
۹۷۔ اغاثة اللهفان من مصاید الشیطان لابن قیم الجوزیة
۹۸۔ حادی الارواح الی بلاد الافراح لابن قیم الجوزیة
۹۹۔ السیر والمغازی لابن اسحاق
۱۰۰۔ الاغانی لابی الفرج الاصفهانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے ہی دیکھتے 10 ملین نسخے فروخت ہونے والا ایڈیشن

غم نہ کریں

- اگر آپ ہر طرح کے غم سے نجات پانا چاہتے ہیں تو...... پہلی فرصت میں اس کتاب کا مطالعہ کریں اور راحت و سکون اور اطمینان قلب کی دولت حاصل کریں۔
- کہیں آپ زمانے کے حوادث اور تھپیڑوں کے زبردست واروں کا شکار ہو کر پریشان تو نہیں!! آپ کو کسی بات...... اندیشہ...... خوف کا، کسی انہونی کا...... اور کسی نقصان و آزمائش کا غم...... اندر ہی اندر تو نہیں کھائے جارہا!!؟؟
- اگر آپ کسی مسئلہ میں پریشان ہیں تو آج ہی اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اپنے غموں کا حل دریافت کر کے علاج شروع کر دیں۔ اور پھر پرسکون و راحت بخش زندگی گزاریں۔
- اگر آپ مایوس ہیں تو گھبرائیں نہیں، قرآن و حدیث اور جدید علم نفسیات و سائنس کی روشنی میں آپ کی محرومیوں، مایوسیوں، غموں فکروں کو دور کر دینے والی.......... دنیا کی بیسٹ سیلر کتاب ''غم نہ کریں'' اردو قالب میں ڈھلنے کے بعد دار الابلاغ کے سٹیج سے اہل پاکستان کے لئے منظر عام پر آچکی ہے۔
- یاد رہے! یورپ و مشرق وسطیٰ میں اس کتاب کی دس ملین کا پیاں دیکھتے ہی دیکھتے فروخت ہوگئیں۔ یہ کتاب ہر جگہ ہر ملک میں غم واندوہ کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبے مایوس دلوں کے لئے باعث سکون و ٹھنڈک اور روشنی کی کرن ثابت ہوئی ہے۔

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

پہلی ہی فرصت میں...... اپنی زندگی سے غموں کے کانٹوں کو...... نکال پھینکنے کے لئے...... اس کتاب کا مطالعہ کریں...... اور غموں کے ماروں کو تحفہ میں دیں۔ یقیناً وہ غموں کی دلدل سے نکلنے کے بعد ہمیشہ آپ کے ممنون احسان رہیں گے۔ ان شاء اللہ

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 0300-4453358, 042-7361428

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دارالابلاغ کی انمول پیشکش

مثالی مسلمان مرد
اور
مثالی مسلمان عورت

دولہا و دلہن کے لیے انمول تحفہ

نئی زندگی کی ابتدا کرنے والے نوبیاہتا جوڑوں و مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے

کامیاب ازدواجی زندگی گذارنے کے لئے
انمول راہنمائی اور مسرت وشادمانی کے سربستہ راز

DARULIBLAGH

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 0300-4453358, 042-7361428

www.KitaboSunnat.com

امام خامس امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب

خاندانِ علی اور خاندانِ صدیق میں گہری محبت کا ثبوت

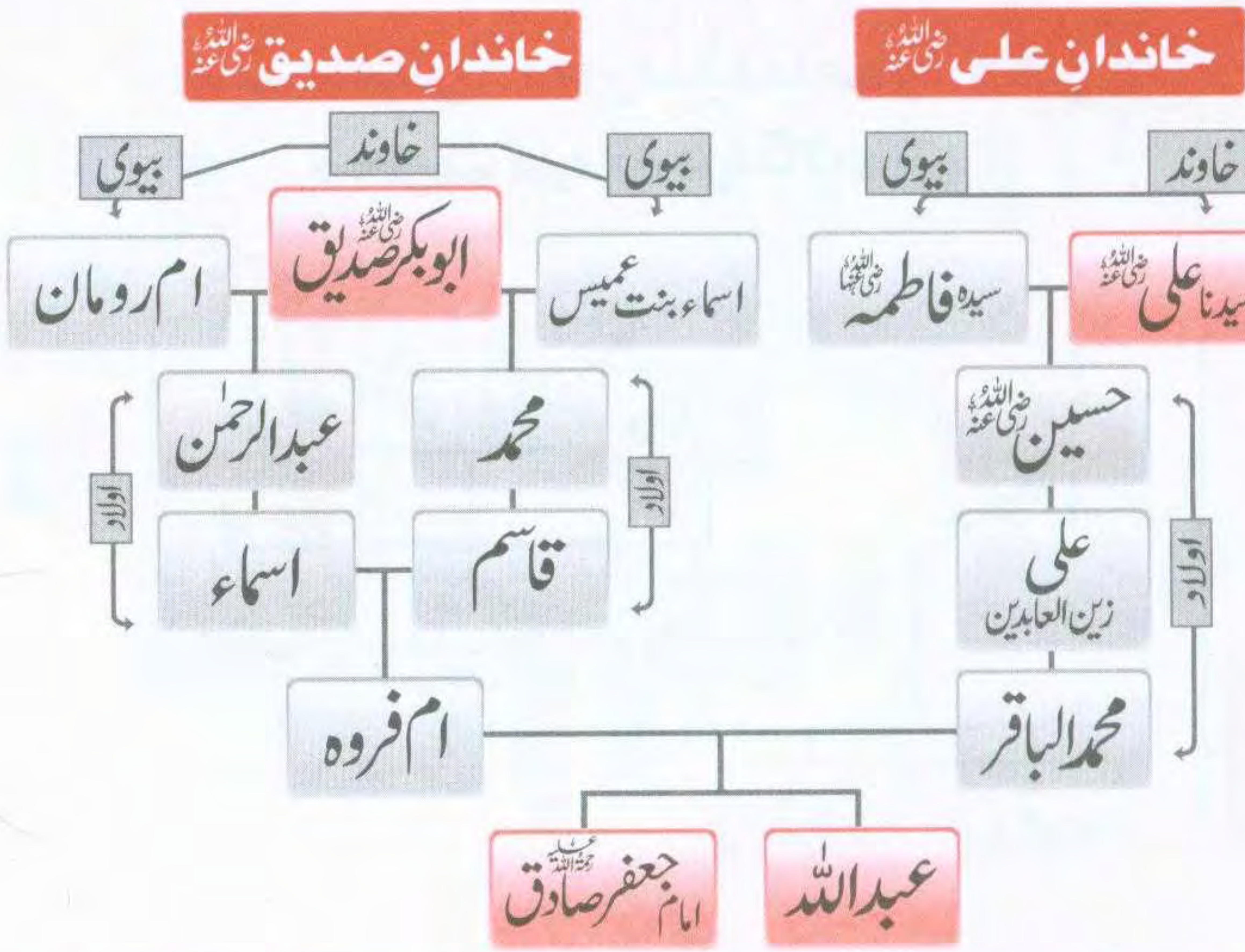

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی کا نام اسماء بنت عمیس اور **دوسری کا نام ام رومان** تھا۔ اسماء بنت عمیس سے **بیٹا محمد** پیدا ہوا اور ام رومان سے **بیٹا عبدالرحمٰن** پیدا ہوا۔ **محمد رضی اللہ عنہ کے ہاں بیٹا ہوا** جس کا نام قاسم رکھا گیا۔ اور **عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ہاں بیٹی** ہوئی جس کا نام اسماء رکھا گیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے قاسم بن محمد سے کر دیا۔ ان کے ہاں **ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام ام فروہ** رکھا گیا۔

اس **ام فروہ** کی شادی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے پوتے یعنی جناب علی المعروف زین العابدین کے بیٹے محمد سے ہوئی۔ یہی محمد امام باقر کے نام سے معروف ہیں۔ **محمد اور ام فروہ کے نکاح کے نتیجہ میں دو بیٹے پیدا ہوئے** ایک کا نام عبداللہ اور دوسرے کا نام جعفر رکھا گیا۔ یہی بیٹا **امام جعفر صادق رحمہ اللہ** کے نام سے معروف ہوا۔

اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی عداوت ہوتی تو ان کی پوتی کا رشتہ اولادِ علی میں کبھی قبول نہ کیا جاتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نواسہ جناب زید بن عمر بن خطاب

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی محبت کا منہ بولتا ثبوت

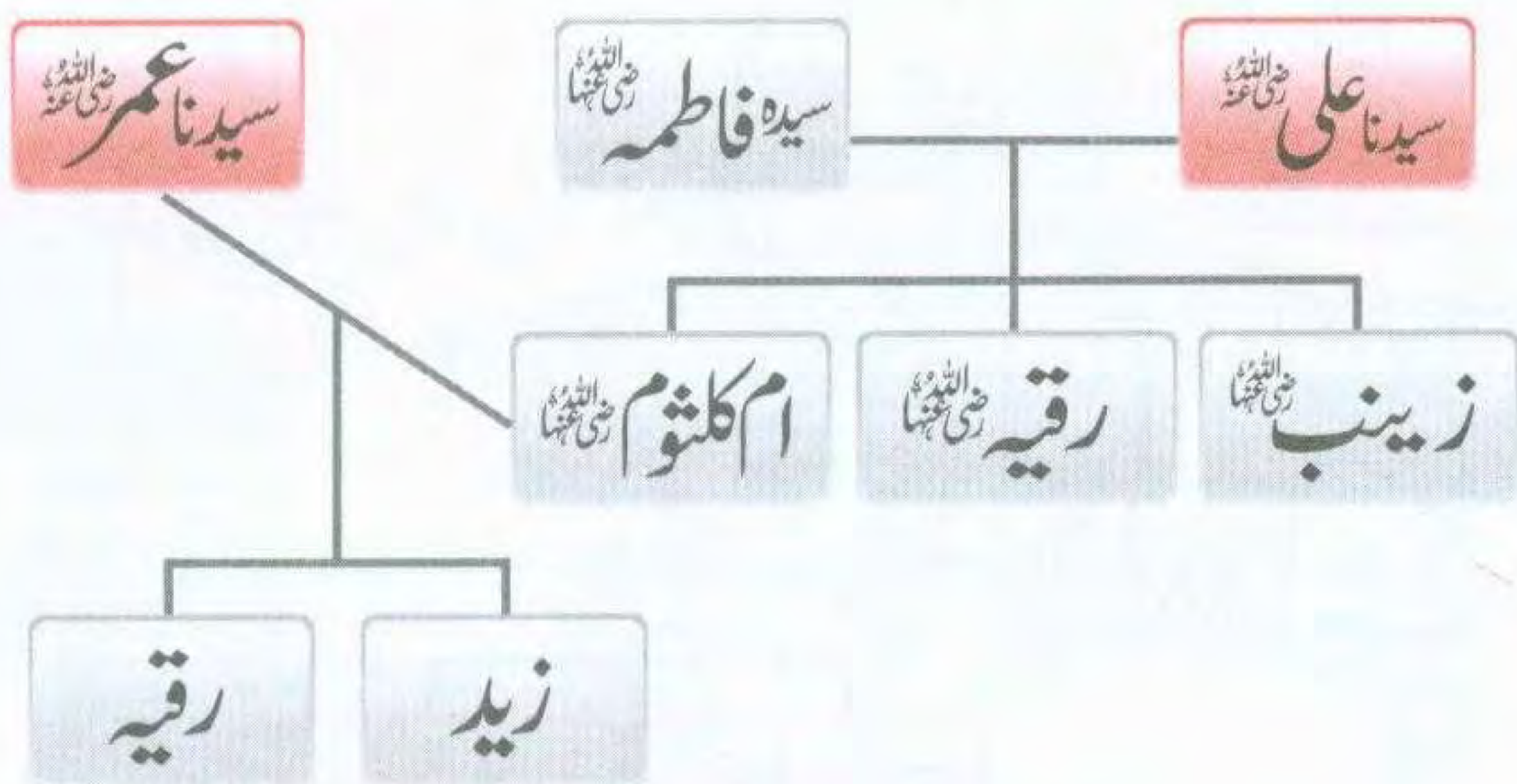

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اسی نواسے جناب زید بن عمر نے فرمایا تھا: میں دو خلفاء کا بیٹا ہوں

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے **سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تین بیٹیاں** تھیں: ان میں سے **ایک بیٹی ام کلثوم** کی شادی **سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ** سے ہوئی۔ ان سے **ایک بیٹا زید اور ایک بیٹی رقیہ** پیدا ہوئے۔ یہ رشتہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان کسی قسم کی عداوت نہیں تھی، اگر ایسا ہوتا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ انہیں اپنی بیٹی کا رشتہ کیوں دیتے؟ انہیں اپنا داماد کیوں بناتے؟ ......

سچ تو یہ ہے کہ ......

ان کے درمیان کسی قسم کی عداوت کا کوئی تصور بھی نہ تھا۔

ان کا آپس میں بہت پیار اور دلی لگاؤ تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائیوں کے مابین رشتہ داریاں

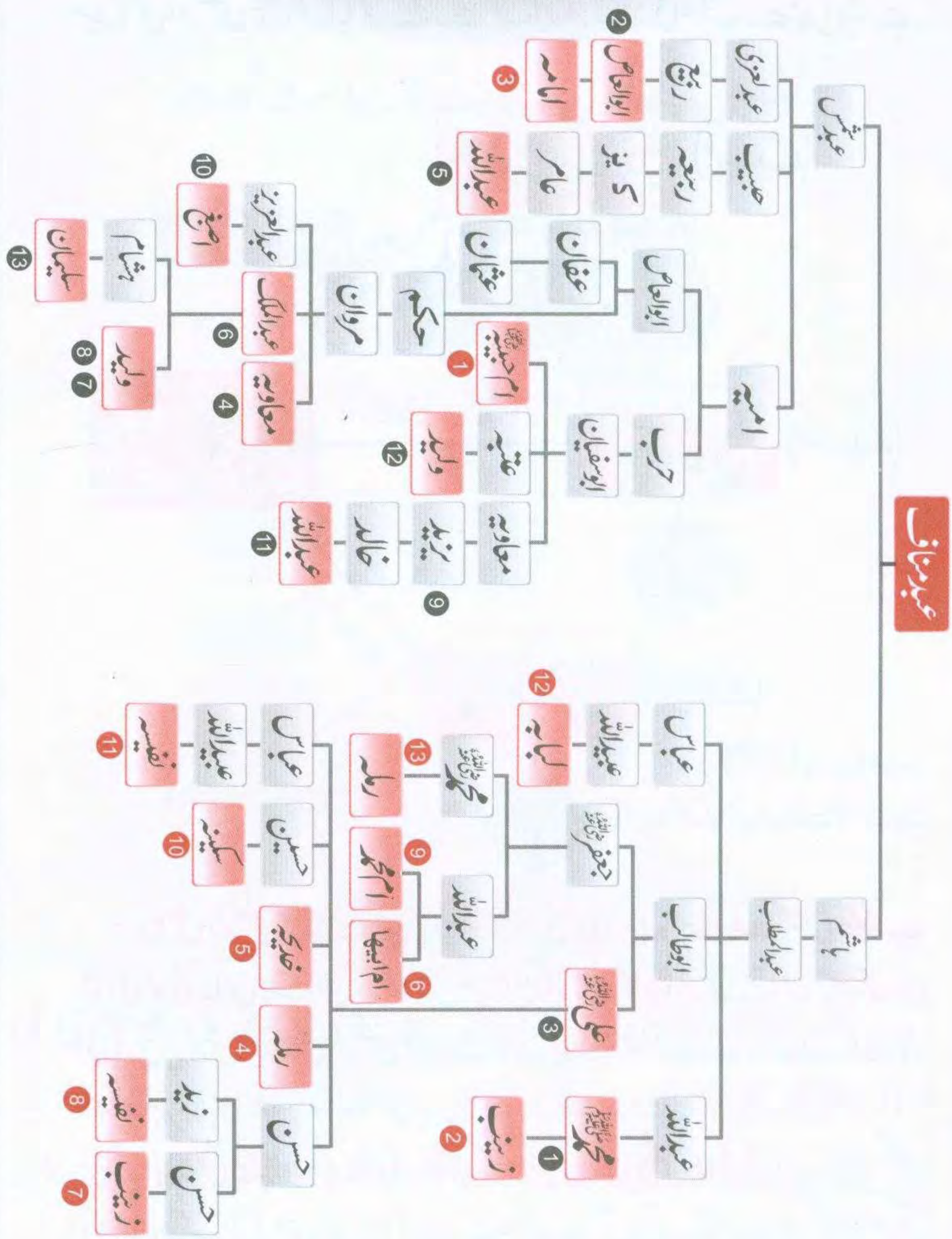

ایک جیسے نمبر میاں بیوی کے رشتے کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ 1 لکھا ہے اور دوسری طرف سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نام کے ساتھ 1 لکھا ہے جس کا مطلب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آپس میں میاں بیوی ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زیر پرورش

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: محمد، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صلب سے میرا بیٹا ہے۔

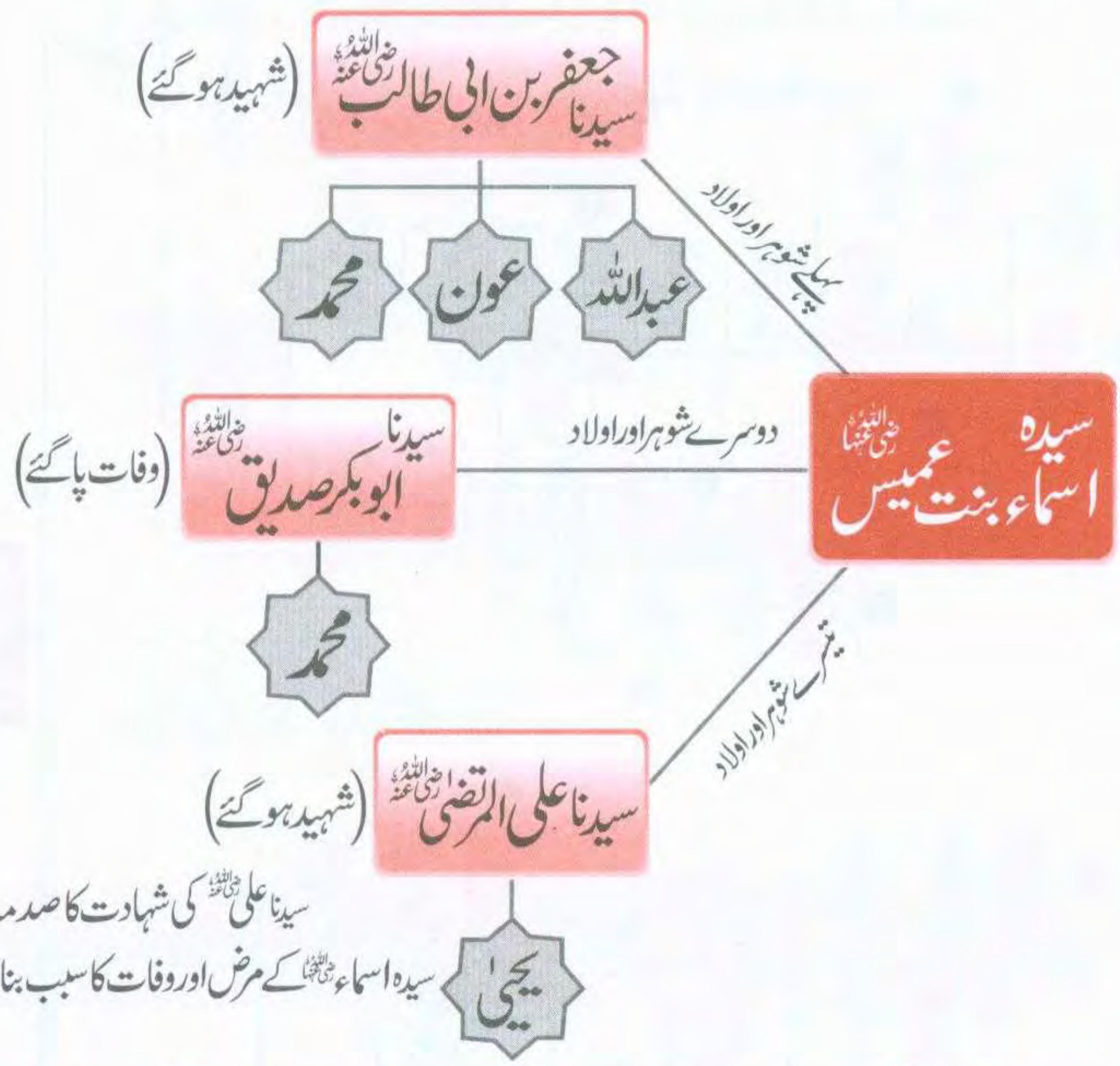

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی۔ اس وقت ان کی گود میں **سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیٹا محمد** تھا۔ **تو اس بیٹے محمد بن ابی بکر** کی پرورش سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بڑے پیار اور شفقت کے ساتھ کی۔ اور ان کو مصر کا امیر بنایا۔

اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی رنجش ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ کبھی بھی ان کے بیٹے کی اس طرح لاڈ پیار کے ساتھ پرورش نہ کرتے اور نہ ہی انہیں مصر کی امارت سونپتے۔ یہ سب آپس میں محبت اور مودت کا بے مثال مظہر ہے۔

معروف ماہر انساب ابن کلبی کا خیال ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا عون بھی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھا۔ البتہ دیگر علماء نے یہ بیان نہیں کیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی خاندان بنوامیہ کی بہو بنی

دونوں خاندانوں کے پیار کا زبردست ثبوت

توضیحات

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی سیدہ رملہ بنت علی رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حارث کے پوتے ابوہیاج عبداللہ سے ہوئی۔ اس کی وفات کے بعد سیدہ رملہ بنت علی رضی اللہ عنہا کی شادی بنوامیہ کے چشم و چراغ معاویہ بن مروان بن حکم سے ہوئی۔ یہ معاویہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی کا بیٹا تھا۔ اگر ان خاندانوں کے مابین کچھ بھی اختلاف یا عداوت ہوتی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اپنی بیٹی بنوامیہ کی بہو نہ بنتی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولادِ علی رضی اللہ عنہ میں پسندیدہ اور محبوب نام

بغض وعناد کے قصوں کے من گھڑت اور جھوٹ ہونے کا بہترین ثبوت

ابوبکر، عمر، عثمان اور عائشہ وغیرہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی نظر میں محبوب نام تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد نے ان ناموں کو کیوں پسند کیا؟ کیا کوئی اپنے دشمن یا برے لوگوں کے نام سے اپنے بچوں کے نام رکھتا ہے؟ دراصل یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت وعقیدت کا بے مثال اور ناقابلِ انکار ثبوت ہے۔ اگر ان لوگوں کے درمیان دشمنیاں ہوتیں تو اتنی پشتوں تک یہ نام پسندیدہ نہ ہوتے۔

★ کا نشان شہدائے کربلا کو واضح کرتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارُالابلاغ کی انمول پیشکش

دولہا دلہن کے لیے انمول تحفہ

مثالی مسلمان مرد اور مثالی مسلمان عورت

کتاب وسنت کی روشنی میں

نئی زندگی کی ابتدا کرنے والے نوبیاہتا جوڑوں و مسلمان مردوں اور عورتوں کیلیے

کامیاب ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے انمول راہنمائی اور مسرت وشادمانی کے سربستہ راز

خاندان کی اِسلامی تربیت کیلیے بہترین کتاب اور سُلگتے معاشرتی مسَائل وناہمواریوں کا آئینہ

قلم کے آنسو

جلد اول، دوم

یہ کتاب پڑھتے ہی آپکی آنکھیں آنسو بہانا شروع کر دیں گی

"قلم کے آنسو پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی جب شروع کی تو ختم ہونے تک ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہا۔ تمام والدین کو یہ کتاب اپنی بیٹیوں کو جہیز میں دینی چاہیے"

محسن پاکستان **ڈاکٹر عبدالقدیر خان**

دارُالابلاغ

کِتابؒ وسُنّتؒ کی اشاعت کا مثالی ادارہ

۹۹۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین اہل بیت

میں نے اس کتاب کو پڑھنا شروع کیا تو پڑھتا ہی چلا گیا۔ افسانوں اور ناولوں سے زیادہ دلچسپ ہے۔ جب قاری ایک دفعہ شروع کرتا ہے تو پھر شروع کیا گیا باب مکمل کیے بغیر نہیں چھوڑتا۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی شان میں محبت کے سمندر میں ڈوب کر لکھی گئی ہے۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس بے مثال کتاب کا نام

''محبت کا سمندر''

رکھتا اور تمام اہل ایمان کو اس میں غوطہ زن ہونے کا مشورہ دیتا۔ یہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور آپ کی پاکیزہ بیٹیوں اور نواسیوں کی درخشندہ سیرت کی ایک تابناک جھلک ہے۔ میں نے جب اسے پہلی بار پڑھا تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے...... کیوں؟ ...... یہ آپ کو کتاب پڑھ کر پتہ چل جائے گا...... میں اس کتاب کے مطالعہ کے دوران بار بار زاروقطار رونے لگتا...... حتیٰ کہ مجھ سے کتاب پڑھی نہ جاتی اور میں اسے بند کر کے رکھ دیتا۔ جب طبیعت سنبھلتی تو پھر پڑھنے لگتا...... اس لیے کہ اس میں امام کائنات، سرورِ کائنات آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت والفت کی اور وفا و قربانیوں کی داستانیں ہی ایسی ہیں کہ پڑھنے کے بعد قاری کا دل چاہتا ہے وہ خود آقا پر قربان ہو جائے۔ وہ خواتین کہ جو بیوی، بیٹی اور ماں کے روپ میں دنیا میں موجود ہیں' کے لیے تو یہ خاص تحفہ ہے۔ اسے عرب دنیا کے مشہور عالم وسکالر احمد خلیل جمعہ نے تحریر کیا ہے جبکہ اردو قالب میں مداح صحابہ مولانا محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ نے ڈھالا ہے۔ پاکستان میں یہ پہلی بار دارالابلاغ کے پلیٹ فارم سے منظر عام پر آئی ہے۔ اس کتاب کو خریدئے، گفٹ دیجئے، خود پڑھیے اور محبتوں کے سمندر میں مسحور کن اور مسرور کن غوطے لگائیے، کہ جو آپ کے جنتوں کے پرفضاء باغات میں ہمیشہ رہنے کا سبب بن جائیں۔ آمین۔

محمد طاہر نقاش

دارالابلاغ

کتاب وسنّت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

NoonPrinters 0321-4167895, 4503606

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ